الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 جمعۃ المبارک یکم جنوری 2010ء شمارہ 01

15 محرم الحرام 1431 ہجری قمری ❁ یکم صلح 1389 ہجری شمسی

حضرت موسیٰؑ کا حج

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے وادی ازرق سے گزرتے ہوئے فرمایا گویا مَیں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ چوٹی سے اتر رہے ہیں۔ انہوں نے انگلیاں کانوں میں ڈالی ہوئی ہیں۔ تلبیہ کے ذریعہ اللہ کے حضور گڑگڑا رہے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء حدیث نمبر 241)

آج تک جو خلافت احمدیہ قائم ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا ایک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کیا ہوا ہے۔

یہ دلوں کو پھیرنا، دلوں کو قابو رکھنا، اطاعت کے جذبے پیدا کرنا یہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ثبوت ہے۔

ایک مخلص احمدی جب اطاعت کے جذبہ کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹے افسر سے لے کر خلیفۂ وقت تک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے مدنظر یہ رہنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے یہ سب اطاعت کرنی ہے اور جب یہ اطاعت ہوگی تو اس وقت پھر تقویٰ میں بھی بڑھیں گے۔

یہ خیال ہر نوجوان اور ہر بچے کو رکھنا چاہئے کہ مجھے خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ مَیں ماں باپ سے چھپ کر، جماعتی عہدیداروں سے چھپ کر کوئی کام کر سکتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی نظر سے میرا کوئی کام اوجھل نہیں ہے۔ یہ جذبہ ہے جو ہر خادم میں اور ہر طفل میں پیدا ہونا چاہئے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں ورنہ کسی بھی خلیفہ کے پاس کوئی دنیاوی طاقت تو نہیں کہ جس نے اس دنیاوی طاقت سے مختلف قوموں کو، مختلف رنگوں کے لوگوں کو، مختلف نسلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جگالی کرتے ہوئے انہیں بار بار اپنے ذہنوں میں دہراتے ہوئے اس مقصد کی تلاش جاری رکھیں جس سے تقویٰ ترقی کرتا ہے۔

ایک احمدی کا دل صرف جماعتی معاملات میں ہی نہیں بلکہ ذاتی معاملات میں بھی نفاق سے پاک ہونا چاہئے۔ جو بات وہ کہے سچی کہے، کھری کہے لیکن اس کے ساتھ ہی دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھیں۔

تبلیغ کے میدان میں وسعت کے لئے لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ان راستوں کو اختیار کرنے کے لئے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب جو قرآن اور حدیث کی ہی تشریح ہیں ان کو پڑھنے اور سمجھنے کی طرف بھی توجہ پیدا کرنی ہوگی۔

آئیں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے۔ اپنی نمازوں کو بھی سجانا ہے۔ اپنے علم کو بھی بڑھانا ہے۔ اپنے عملوں کو بھی چمکانا ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے۔ خلافت احمدیہ کی نئی صدی ہمارے نعروں سے نہیں سجنی بلکہ ہماری دعاؤں اور ہمارے عملوں سے سجنی ہے۔

(اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ UK۔ 27 ستمبر 2009ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ۔UK)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الحمدللہ کہ آج ہمارا خدام الاحمدیہ UK کا سالانہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری جیسا کہ صدر صاحب نے رپورٹ میں بھی پیش کیا ہے گزشتہ سال سے تقریباً ساڑھے تین سو سے زائد تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا ہے اور اٹھنا چاہیے اور یہی آگے بڑھنے والی اور ترقی کرنے والی قوموں کی نشانی ہے۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آج جو حاضری یہاں اجتماع میں ہے آئندہ سال اس سے بہرحال بہتر ہونی چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر کوشش اور دعا سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ہر کام میں برکت عطا فرماتا چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ نے اس سال یہ بھی ثابت کیا ہے کہ جو بھی اس کا صدر مقرر کر دیا جائے وہ کامل اطاعت کے ساتھ اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اس کے پروگراموں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے کاموں کو آگے بڑھاتے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی جماعت احمدیہ کے ساتھ ایک خاص تائید ہے۔ صدر صاحب کو جب گزشتہ سال صدر بنایا گیا، مَیں نے ان کی صدر بننے کی منظوری دی تو پریشان بھی تھے لیکن اس وقت ان کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے یہ کام دنیاوی کام نہیں ہے اور الٰہی جماعتوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ ان کے اوپر جو بھی نگران مقرر کیا جائے، جو بھی امیر مقرر کیا جائے، اس سے مکمل تعاون کرتے ہوئے اس کے کام کو آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں کیونکہ یہ کسی شخص کا کام نہیں۔ ہماری جماعت میں شخصیت پرستی نہیں۔ تمام جماعت اور افراد جماعت بچے مرد اور عورتیں اس لئے کام

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔لہٰذا ان کو جو فکر تھی وہ ناتجربہ کاری کی وجہ سے تھی۔اور وقت نے ثابت کر دیا کہ ان کی فکر غلط تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام فکروں کو دور فرمایا اور بڑی کامیابی سے خدام الاحمدیہ نے گزشتہ سالوں سے بڑھ کر اس سال اپنے پروگرام سرانجام دئے۔یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی خوبصورتی ہے۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائیدات اور نصرت کے ساتھ بھیجا ہے۔جو وعدے آپؑ سے کئے تھے ان کو آج تک پورا کرتا چلا جا رہا ہے اور مزید مَیں بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ تائیدات کیوں میرے ساتھ ہیں۔فرماتے ہیں کہ ’’اس وقت دنیا بھر میں ایک ہی مذہبی جماعت ہے جو اپنا امام رکھتی ہے ورنہ تمام دوسری جماعتیں شخصی ہیں۔ان کا کوئی پیشوا نہیں۔آپس میں قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی کا مصداق بن رہے ہیں‘‘۔(الحشر:15)

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 220۔ مطبوعہ ربوہ)وہ بانگ بلند دعوے کرتے ہیں کہ ہم ایک ہیں لیکن ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں اور اس کے نظارے آج ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خوبصورتی پیدا فرمائی ہے اور پھر یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اور آپؑ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔علاوہ اس کے کہ ہم جو باقی مسلمان مخالفین ہیں ان کو کیا جواب دیتے ہیں کہ ہماری جو یہ ترقی ہے اور اکائی اور جماعت ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے ہیں۔اس کے علاوہ یہ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا اللہ تعالیٰ کی ذات کا بھی ثبوت ہے کہ خدا ہے۔خدا کو نہ ماننے والے کہتے ہیں کہ خدا کا کیا ثبوت ہے؟ایک احمدی کے لئے اس کا بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پھیر کر ایک ہاتھ پر جمع کیا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تھا تو غیر کہتے تھے کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اس کی زبان میں جادو ہے۔اس کی تقریروں میں ایک جادو بھرا ہوا ہے۔اس کی باتوں میں ایک سحر ہے۔آپؑ کی وفات کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا کہ جو جادو بھرا گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ آئندہ بھی قائم رہے گا۔خلافت احمدیہ جس کی آپؑ نے پہلے سے ہمیں اطلاع دے دی تھی، قائم ہوگی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوف امن میں بدلتا چلا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے اور آج تک جو خلافت احمدیہ قائم ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا ایک ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کیا ہوا ہے۔جسم تو خریدے جاسکتے ہیں لیکن دل نہیں خریدے جاسکتے اور قربانیاں کرنے والے دل نہیں خریدے جاسکتے۔پس یہ ایک بڑی بات ہے اور نہ صرف جماعت احمدیہ کے حق میں ایک بہت بڑا ثبوت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور وجود ہونے کا بھی ثبوت ہے۔کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس نے جماعت کو ایک رکھا ہے اور پھر خلافت کے فیصلے میں خدا تعالیٰ برکت بھی عطا فرماتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت احمدیہ کے ہر فرد جماعت کا اطاعت کا ایک جذبہ ہے اور اس کی وجہ سے ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔وہ خلافت کے نظام کی وجہ سے تمام نچلے نظام جو ہیں، تنظیمیں جو ہیں ان کی اطاعت کرتے چلے جاتے ہیں۔پس یہ دلوں کو پھیرنا، دلوں کو قابو رکھنا، اطاعت کے جذبات پیدا کرنا یہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ثبوت ہے۔لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ اطاعت کے مضمون کی وسعت کو ہر نوجوان نے، ہر بچے نے اپنے سامنے رکھنا ہے۔صرف چھوٹے موٹے کاموں میں اطاعت نہیں کر دینی۔

خدام الاحمدیہ نے زور لگایا کہ اجتماع کے لئے حاضری بڑھانی ہے تو یہ اطاعت نہیں۔اجلاسات پہ آنا ہے تو یہ اطاعت نہیں ہوگئی۔وقتی جذبہ کے تحت کسی قسم کی مالی قربانی کر دی تو یہ اطاعت نہیں ہوگئی۔چند دن عشرہ تربیت منانے سے نمازیں پڑھ لیں تو اطاعت نہیں ہوگئی۔بلکہ اطاعت کا ایک مستقل مضمون ہے جو ہر احمدی میں جاری رہنا چاہیے۔آپ نے صرف اس لئے اطاعت نہیں کرنی کہ عرصہ ہو گیا ہمارے والدین نے بیعت کی تھی اور جماعت میں شامل ہوئے تھے اور ہم نے اس عہد کو، اس معاشرہ کی پابندی کو قائم رکھنا ہے۔ایک معاشرہ میں ہم جذب ہوگئے ہیں اس لئے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں۔کیونکہ غیر بھی ہمیں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔اس لئے ہماری مجبوری ہے کہ اطاعت کرتے چلے جائیں۔خاندانی رشتہ داریاں ہیں، ان کے تقاضے ہیں اس لئے اطاعت کرنی ہے یا جیسے کہ مَیں نے کہا کہ جماعتی تنظیم ہے اس میں بعض معاملات میں اطاعت کرنی ہے یا اگر کہیں اطاعت کرنے کو دل نہیں چاہ رہا تو اس لئے اطاعت کرنی ہے کہ انتظامی لحاظ سے اگر ان باتوں کو نہ مانا گیا ،بعض فیصلوں کو نہ مانا گیا تو کہیں تعزیر نہ ہو جائے۔ایک احمدی میں یہ نہیں ہونا چاہیے۔ایک مخلص احمدی جب اطاعت کے جذبہ کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹے افسر سے لے کر خلیفہ وقت تک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے مدنظر یہ رہنا چاہیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے یہ سب اطاعت کرنی ہے اور جب یہ اطاعت ہوگی تو اس وقت پھر تقویٰ میں بھی بڑھیں گے۔یا جب تقویٰ پیدا ہوگا تو یہ اطاعت بھی اس معیار کی ہوگی جس میں انسان نے سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(النور:53) کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا۔اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوا کرتے ہیں اور یہ معیار وہی حاصل کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہتے ہیں۔ان کا ہر کام، ہر حرکت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو، معاشرہ کے دباؤ سے نہ ہو، جماعتی تعزیر سے بچنے کے لئے نہ ہو۔بلکہ اس لئے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کے فیصلے مانو۔اس لئے اطاعت ہو اور ہر ایک کے سامنے یہ ہو کہ میں جو بھی کام کرنے لگا ہوں یا میں کسی کے حکم کو ماننے لگا ہوں تو اس میں میں نے کسی قسم کی کمی نہیں ہونے دینی۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔میں اس کام کو نہ کرکے اس کی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتا۔پس یہ خالص اطاعت ہے۔اور یہی لوگ ہیں جو پھر فلاح پاتے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ(النور:53) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔کامیابیوں کی انتہائی منزلیں چھو لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔پس کامیابیاں صرف زبان سے کہہ دینے سے نہیں ملیں گی کہ ہم اطاعت کر رہے ہیں۔بلکہ خالص اطاعت کے جذبے سے جب اطاعت کریں گے اور معاشرے کے خوف سے اطاعت نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے خوف سے اطاعت کر رہے ہوں گے۔اور اس کا تقویٰ رکھتے ہوئے اطاعت کر رہے ہوں نگے تو اس وقت کامیابیاں ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ بیشمار احکامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دئے ہیں۔ہر کام کرتے ہوئے یہ خیال ہر نوجوان اور ہر بچے کو رکھنا چاہئے کہ مجھے خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔مَیں ماں باپ سے چھپ کر، جماعتی عہدیداروں سے چھپ کر کوئی کام کر سکتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی نظر سے میرا کوئی کام اوجھل نہیں ہے۔اور مَیں نے تو اپنے ہر کام کو خدا تعالیٰ کی خاطر کرنے کا عہد کیا ہے۔پس یہ جذبہ ہے جو ہر خادم میں اور ہر طفل میں پیدا ہونا چاہیے۔اور اگر غلط کام ہے تو اس سے اس لئے بچنا ہے کہ اگر میں نے اس کو کیا تو کہیں میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والا نہ بن جاؤں۔جب یہ حالت ہو گی تو پھر اللہ تعالیٰ کا قرب بھی ملتا ہے۔پس ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔خود اپنے اندر کے ضمیر کی آواز کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے کہ ہماری اطاعت کے معیار کیا ہیں۔اللہ تعالیٰ کا حقیقی تقویٰ تبھی پیدا ہوگا جب ہر ایک یہ جائزے لے رہا ہوگا۔اور جب یہ جائزے ہونگے تو پھر دیکھیں کیا انقلابی تبدیلیاں آپ کے اندر پیدا ہوتی ہیں اور یہ جائزہ اس وقت حقیقی ہوگا جب آپ احمدی ہونے کے مقصد کو پہچانیں گے۔یہ بہت ضروری چیز ہے۔ہم کیوں احمدی ہیں؟ ہمارے احمدی ہونے کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں دنیا کی گالیاں سننے کی، دنیا سے ماریں کھانے کی، دنیا سے بعض باتوں میں مذاق اڑوانے کی کیا ضرورت ہے؟اس مقصد کو جب تک سمجھیں گے نہیں، ان باتوں کا جواب نہیں ملے گا۔

کروڑوں مسلمان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ہم تقویٰ پہ چلنے والے ہیں۔لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ کی تعریف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے، اس کے رسول نے بتائی ہے یا اس زمانہ میں اس تعلیم کے مطابق جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے بتائی ہے اس کو مزید کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے۔پس کروڑوں مسلمانوں کے یہ دعوے فضول ہیں، لاحاصل ہیں، بے ثمر ہیں کہ ہم تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔جو خودکش حملے کر رہے ہیں وہ اپنے زعم میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خودکش حملے کر رہے ہیں۔جو معصوموں کو اس بات پر ابھار رہے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو اپنی جانوں کو خودکش حملوں سے اڑا کر ضائع کر دو۔پس جب بھی ان سے یہ پوچھا جائے وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ تقویٰ ہے جس کی خاطر ہم یہ کام کر رہے ہیں اور یہ تقویٰ ہے جس کی خاطر بچوں کو ہم اس میں جھونک رہے ہیں۔دس بارہ تیرہ سال کے بچے بلکہ اس سے بھی چھوٹی عمر کے بچے ماں باپ سے دین سکھانے کے بہانے لے لئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کروانے کے بہانے ان کو جنت کے باغوں کے لالچ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حوالہ سے لے لیا جاتا ہے۔لیکن یہ تقویٰ نہیں ہے۔کسی کی معصوم جان سے کھیلنا یا کسی معصوم جان کو بلاوجہ ضائع کرنا یہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔یہ تو کہیں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے۔پس ان کی جو تقویٰ کی یہ تعریفیں ہیں خود تراشی ہوئی تعلیمیں ہیں۔

اللہ اور رسول کا حکم ہے کہ جہاد کرو۔جہاد کیا کرو؟ان شرائط کے ساتھ جہاد کرو جن کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔اگر وہ شرائط موجود نہیں تو بلاوجہ جانیں دینا کوئی تقویٰ نہیں اور یہ کوئی خدا اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں۔اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ جائز طریق سے اگر جنگ تم پر جھونکی جاتی ہے تو تمہیں اپنا دفاع کرنے کے لئے، اپنے آپ کو بچانے کے لئے، اپنی مسجدوں اور عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے تو جہاد کا حق ہے لیکن معصوم جانوں کو، بچوں اور عورتوں کو خودکش حملوں سے اڑانے کے لئے جہاد جہاد نہیں ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی صریحاً نافرمانی ہے۔پس یہ جوان لوگوں کے تقویٰ کے دعوے ہیں یہ سب غلط ہیں۔آج ایک احمدی ہی ہے جو بتا سکتا ہے کہ صحیح تقویٰ کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم تھا کہ زمانے کے امام کو ماننا۔قرآن مجید بھی اس بارے میں کہتا ہے کہ آخری زمانے میں جو امام آئے اس کو ماننا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی یہی فرماتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والے مسیح اور مہدی کو ماننا۔یہ اس بات کی تو اطاعت نہیں کر رہے اس لئے یہ تقویٰ سے باہر ہوتے چلے جا رہے ہیں کیونکہ جب آنے والے امام مہدی نے ہی صحیح راہنمائی کرنی تھی۔اس نے ہی بتانا تھا کہ کس قسم کا اور کس وقت اور کہاں جہاد کرنا ہے تو اس کی راہنمائی کے بغیر جو بھی جہاد ہوگا وہ جہاد نہیں بلکہ ظلم گردانا جائے گا۔پس غیروں کی طرف سے جو فساد پیدا ہو رہا ہے یہ صرف اس لئے ہے کہ زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا۔اور آج ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچان کر اس تمام لغویات اور گند اور ظلم اور بربریت سے اپنے آپ کو بچایا ہوا ہے۔پس آج احمدی ہی حقیقی تقویٰ کو سمجھ سکتا ہے جس نے امام کو پہچانا ہے۔آج اللہ اور رسول کی اطاعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت سے وابستہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت سے باہر نکل کر نہ اللہ کی اطاعت ہے اور نہ اس کے رسول کی اطاعت۔

انہیں آیات میں جو مَیں نے پڑھیں ہیں آگے جا کر اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔پس خلافت کو

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر74

وفات مسیح ناصری علیہ السلام
بعض عرب علماء کا اعتراف
(4)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارہ میں پچھلی قسط میں ہم نے ڈاکٹر احمد شلبی کی کتاب ''مقارنة الأديان'' سے ان کی مفصل تحقیق کا کچھ حصہ درج کیا تھا۔ تحقیق کے اگلے حصہ میں ڈاکٹر شلبی نے 1963ء میں 'حیات ووفات مسیح' کے موضوع پر ہونے والے ایک سیمینار کا ذکر کیا ہے جس میں متعدد علماء نے شرکت کی اور بالآخر تمام علماء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ ذیل میں ہم ان علماء کے دلائل اور خیالات پر مبنی اصل نصوص مع ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

رفع روح عيسى لا جسمه:

ونجيء الآن لإيراد بعض التفاصيل والأدلة التى ترى أن عيسى عليه السلام مات كما مات الأنبياء والصالحين وغيرهم، وأن الذى رفع هو روحه۔

وبادئ ذى بدء أذكر أن ندوة كبيرة أقامتها مجلة "لواء الإسلام" فى أبريل سنة 1963م عن هذا الموضوع، وقد اشترك فيها مجموعة من العلماء الأفذاذ واتفق الجميع على مبدأين مهمين هما:

1۔ ليس فى القرآن الكريم نص يلزم باعتقاد أن المسيح عليه السلام قد رفع بجسمه إلى السماء۔

2۔ عودة عيسى عليه السلام جاء بها أحاديث صحاح ولكنها أحاديث آحاد وأحاديث الآحاد لا توجب الاعتقاد والمسألة هنا اعتقادية فلا تثبت بهذه الأحاديث۔

(عدد أبريل 1963م صفحه263)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
روحانی رفع ہوا نہ کہ جسمانی

اب ہم اس مسئلہ کی کسی قدر تفصیل اور دلائل درج کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ **عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء اور صلحاء کی طرح فوت ہوگئے اور یہ ثابت کریں گے کہ جس کا رفع ہوا وہ آپ کی روح تھی نہ کہ جسم۔**

اس سلسلہ میں سے سب سے پہلے مَیں اس موضوع پر ہونے والے ایک بہت بڑے سیمینار کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کا اہتمام مجلّہ ''**لواء الإسلام**'' نے اپریل 1963ء میں کیا۔ اس میں بڑے بڑے علماء کے ایک مجموعہ نے شرکت کی اور بنیادی طور پر مندرجہ ذیل دو اہم اصولوں پر اتفاق کیا:

1۔ قرآن کریم میں کوئی ایک بھی ایسی نص نہیں ہے جو یہ عقیدہ رکھنا لازم قرار دیتی ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام جسم سمیت آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔

2۔ عیسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے کا ذکر جن احادیث میں آیا ہے وہ اگرچہ صحیح احادیث ہیں لیکن وہ سب کی سب آحاد ہیں اور آحاد حدیث پر کسی عقیدہ کی بنا نہیں رکھی جاسکتی، جبکہ ظاہر ہے کہ یہ ایک اعتقادی مسئلہ ہے جو اس قسم کی آحاد حدیثوں سے ثابت نہیں ہوسکتا۔

(مجله لواء الإسلام شماره اپریل 1963ء صفحه 263)

وسنقتبس مما قاله هؤلاء العلماء بعد قليل عن موت عيسى ودفنه وصعود روحه إلى بارئها مع أرواح الأنبياء، والصديقين والشهداء۔ وعلى كل حال فالعلماء الذين يرون أن الذى رفع هو روح عيسى لا جسمه يعتمدون أساسا على الآيات القرآنية التالية:

إذ قال الله يا عيسى إِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة ثم إلى مرجعكم۔

فهذه الآية تذكر بوضوح ما سبق أن ذكرناه، أى وفاة عيسى وتطهيره وحمايته من أعدائه، وتجعل عيسى ضمن أتباعه إلى الله مرجعهم۔

ماقلت لهم إلا ما أمرتنى به، أن اعبدوا الله ربى وربكم، وكنت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم، فلما توفيتنى كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد۔

وواضح من الآية وفاة عيسى ونهاية رقابته على أتباعه بعد موته وترك الرقابة لله۔

وقوله تعالى حكاية عن عيسى: والسلام عليَّ يوم ولدت ويوم أموت ويوم أبعث حيا۔

والآية واضحة الدلالة على أن عيسى ككل البشر يولد ويموت ويبعث وكل ما يخالف ذلك تحميل اللفظ فوق ما يحتمل۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت اور اسی زمین میں دفن ہونے اور دیگر انبیاء وصدیقین اور شہداء کی روحوں کی طرح آپ کی روح کے اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر جانے کے بارہ میں علماء کے اقوال تو ہم آگے چل کر نقل کریں گے۔ بہرحال عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع کی نفی اور روحانی رفع کے قائل علماء بنیادی طور پر مندرجہ ذیل دو آیات پر اپنے موقف کی بنا رکھتے ہیں:

❁...... اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (آل عمران :56)

ترجمہ: جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ! یقیناً میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے نتھار کر الگ کرنے والا ہوں جو کافر ہوئے، اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالا دست کرنے والا ہوں۔ پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے۔

یہ آیت بڑی وضاحت کے ساتھ وہ سب کچھ بیان کررہی ہے جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی وفات، آپ کی کافروں سے تطہیر، اور دشمنوں کے شر سے حفاظت۔ نیز یہ آیت آپ علیہ السلام کو اس بات میں آپ کے متبعین کے ساتھ شامل کرتے ہوئے کہتی ہے کہ ان سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔

❁......دوسری آیت یہ ہے: مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔

(المائده :118)

ترجمہ: مَیں نے تو انہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تُو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ اور میں ان پر نگران تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پس جب تُو نے مجھے وفات دے دی، فقط ایک تُو ہی ان پر نگران رہا اور تُو ہر چیز پر گواہ ہے۔

اس آیت میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کی موت اور اس موت کی وجہ سے ان کی اپنے متبعین کی نگرانی سے سبکدوشی اور بعد ازاں یہ نگرانی اللہ تعالیٰ کو سونپنے کا بیان ہے۔

❁......**تیسری آیت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا:** وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا (مریم:34)۔ **ترجمہ: اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن مجھے جنم دیا گیا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے مبعوث کیا جاؤں گا۔**

یہ آیت واضح طور پر دلالت کررہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دیگر لوگوں کی طرح ہیں جو پیدا ہوتے اور وفات پاتے اور پھر زندہ کر کے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جو اس آیت کے اس کے سوا کوئی معنی کرتا ہے وہ اس کے الفاظ کا ایسا مطلب نکالتا ہے جس کے وہ متحمل نہیں ہیں۔

وقد اشترك فى هذا الرأى كثير من العلماء فى العصور الماضية وفى العصر الحديث، وفيما يلى نسوق بعض تفاسير لهذه الآيات الكريمة كما نسوق آراء العلماء الأجلاء۔

يقول الإمام الرازى فى تفسير الآية الأولى: إنى متوفيك أى منهى أجلك، ورافعك أى رافع مرتبتك ورافع روحك إلى، ومطهرك أى مخرجك من بينهم، ومفرّق بينك وبينهم۔ وكما عظّم شأنه بلفظ الرفع إليه خبّر عن معنى التخليص بلفظ التطهير، وكل هذا يدل على المبالغة فى إعلاء شأنه وتعظيم منزلته۔ ويقول فى معنى قوله تعالى: "وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا" المراد بالفوقية، الفوقية بالحجة والبرهان۔ ثم يقول: واعلم أن هذه الآية تدل على أن رفعه فى قوله: "ورافعك إلى" هو رفع الدرجة والمنقبة لا المكان والجهة، كما أن الفوقية فى هذه الآية ليست بالمكان بل بالدرجة والمكانة۔

گزشتہ زمانوں میں بھی اور اس موجودہ عرصہ میں بھی علماء کی ایک کثیر تعداد نے اس رائے کو اپنایا ہے۔

ذیل میں ہم ان آیات کریمہ کی بعض تفاسیر اور گزشتہ بڑے علماء کی آراء نقل کرتے ہیں۔

❁......**امام رازی پہلی آیت کی تفسیر کے بارہ میں فرماتے ہیں:** اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ **یعنی میں تیری مقررہ میعاد حیات ختم کرنے والا ہوں اور** رَافِعُكَ **یعنی تیرا مرتبہ بلند کرنے والا ہوں اور تیری روح کو اپنی حضور رفعت دینے والا ہوں۔ اور** مُطَهِّرُكَ **یعنی تجھے دشمنوں کے چنگل سے نکالنے والا ہوں اور تیرے اور انکے درمیان فرق کر کے دکھانے والا ہوں۔ جیسے اپنے طرف** رَفْعٌ **کے الفاظ استعمال کر کے آپ کی عظمت شان کا اظہار فرمایا ویسے ہی** تَطْهِيْر **کے لفظ سے دشمنوں کی سازش سے بچنے کی نوید دی۔ یہ سب مبالغہ کی حد تک آپ کی عظمت شان اور بلند مرتبہ کا بیان ہے۔**

اسی طرح امام رازی آیت کریمہ: ''وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا'' **کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہاں کافروں پر غلبہ اور فوقیت سے مراد حجت وبرہان کا غلبہ ہے۔**

پھر فرماتے ہیں اس آیت میں رَافِعُكَ إِلَيَّ **سے مراد درجہ اور منقبت کا رفع ہے نہ کہ مکانی یا جہتی اعتبار سے کسی طرف یا کسی جگہ اٹھا لینے کا مفہوم ہے۔ اسی طرح اس آیت میں فوقیت بھی مکانی نہیں ہے بلکہ درجہ اور مقام کی فوقیت مراد ہے۔**

ويقول الألوسى إن قوله تعالى: "إنى متوفيك" معناه على الأوفق إنى مستوف أجلك، ومميتك موتا طبيعيا، لا أسلط عليك من يقتلك، والرفع الذى كان بعد الوفاة هو رفع المكانة لا رفع الجسد خصوصا وقد جاء بجانبه قوله تعالى: "ومطهرك من الذين كفروا" مما يدل على أن الأمر تشريف وتكريم۔

ويرى ابن حزم وهو من فقهاء الظاهر أن الوفاة فى الآيات تعنى الموت الحقيقى، وأن صرف الظاهر عن الحقيقة لا معنى له وأن عيسى بناء على هذا قد مات۔

❁......**امام الوسی فرماتے ہیں کہ** اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ **کا سب سے مناسب اور درست معنی یہی ہے کہ میں تجھے پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں، اور تجھے طبعی موت مارنے والا ہوں، اور تجھ پر کسی ایسے شخص کو مسلط نہیں کروں گا جو تجھے قتل کرسکے۔ وہ رفع جو وفات کے بعد ہو وہ مقام ومرتبہ کا رفع ہوتا ہے نہ جسم وبدن کا، خصوصاً اس لئے بھی جسمانی رفع کا معنی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسکے آگے آیت کریمہ میں ذکر ہے کہ** وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا **جو سراسر آپ کی عزت وتوقیر وتکریم پر دلالت کرتا ہے۔**

❁...... **امام ابن حزم (جو کہ ظاہریہ فرقہ کے فقہاء میں سے ہیں) کی رائے میں ان آیات میں وفات سے مراد حقیقی موت ہے۔ اور ان ظاہری معنوں کو حقیقت سے پھیرنے سے آیت کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔ حقیقت یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہوچکی ہے۔**

وقد تعرض الأستاذ الإمام محمد عبده إلى آيات الرفع وأحاديث النزول، فقرر الآية على ظاهرها، وأن التوفى هو الإماتة العادية، وأن الرفع يكون بعد ذلك هو رفع الروح۔

❁......امام محمد عبدہؒ نے آیات رفع اور احادیث نزول پر تبصرہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس آیت میں مُتَوَفِّيْكَ کے ظاہری معنے ہی مراد ہیں اور توفی سے مراد طبعی موت ہے، اور جو رفع اسکے بعد ہوتا ہے وہ روحانی ہوتا ہے۔

ويقول الأستاذ الشيخ محمود شلتوت إن كلمة "توفى" قد وردت فى القرآن كثيرا بمعنى الموت حتى صار هذا المعنى هو الغالب عليها المتبادر منها، ولم تستعمل فى غير هذا المعنى إلا بجانبها ما يصرفها عن هذا المعنى المتبادر، ثم يسوق عددا كبيرا من الآيات استُعملت فيه هذه الكلمة بمعنى الموت الحقيقى، ويرى أن المفسرين الذين يلجأون إلى القول بأن الوفاة هى النوم أو أن فى قوله تعالى: "متوفيك ورافعك" تقديما وتأخيرا، يرى أن هؤلاء المفسرين يحمِّلون السياق ما لا يحتمل تأثرا بالآية: "بل رفعه الله إليه" وبالأحاديث التى تفيد نزول عيسى ويُردّ على ذلك بأنه لا داعى لهذا التفكير، فالرفع رفع مكانة، والأحاديث لا تقرر الرفع على الإطلاق----(تفسير المنار)

❁......شیخ **محمود شلتوت** صاحب کہتے ہیں کہ توفّی کا لفظ قرآن کریم میں بکثرت موت کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے حتی کہ اس لفظ کا یہی ایک غالب اور ظاہر معنی ہو گیا۔ اور اس معنے کے علاوہ یہ لفظ جب بھی کسی اور معنی میں استعمال ہوا ہے تو اسکے ساتھ کوئی نہ کوئی قرینہ ایسا ضرور ہوتا ہے جو اسکو اسکے ظاہری معنوں سے پھیر دیتا ہے۔ پھر آپ نے متعدد آیات درج کیں جن میں یہ لفظ حقیقی موت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ جو مفسرین آیت کریمہ "مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ" میں وفات بمعنی نیند مراد لیتے ہیں اور اس میں تقدیم و تاخیر کی بحث اٹھاتے ہیں یہ مفسرین آیت کریمہ "بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" اور احادیثِ نزول عیسیٰ سے متاثر ہونے کی وجہ سے سیاقِ آیت (مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ) کے ایسے معنے کرتے ہیں جن کا وہ متحمل نہیں۔ ان کو جواب دیتے ہوئے شلتوت صاحب کہتے ہیں کہ اس قسم کی سوچ کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ رفع سے مراد یہاں پر مقام و مرتبہ کا رفع ہے اور احادیث مذکورہ میں بھی (اگرچہ نزول کا ذکر ہے لیکن) رفع عیسیٰ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

أما السيد محمد رشيد رضا، فقد أضاف إلى هذه الدراسة نقطة جديدة هى أن مسألة الرفع بالجسم والروح هى فى الحقيقة عقيدة النصارى، وقد استطاعوا بحيلة أو بأخرى دفعها تجاه الفكر الإسلامى، كما استطاعوا إدخال كثير من الإسرائيليات والخرافات، وفيما يلى نص كلام هذا الباحث الكبير:

ليس فى القرآن نص صريح على أن عيسى رفع بروحه وجسده إلى السماء، وليس فيه نص صريح بأنه ينزل من السماء وإنما هى عقيدة أكثر النصارى، وقد حاولوا فى كل زمان منذ ظهور الإسلام بثّها فى المسلمين۔ ويضيف هذا الباحث قوله: وإذا أراد الله سبحانه وتعالى أن يصلح العالم فمن السهل أن يصلحه على يد أى مصلح ولاضرورة إطلاقا لنزول عيسى أو أى واحد من الأنبياء۔

(تفسير المنار)

❁......اور شیخ محمد رشید رضا صاحب نے اس ساری تحقیق میں ایک نئے نقطے کا اضافہ کیا اور وہ یہ کہ جسم و روح کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا تصور دراصل عیسائیوں کا عقیدہ ہے جسے مختلف حیلوں بہانوں سے وہ اسلامی افکار کے ساتھ خلط ملط کرنے کیلئے وہ ہمیشہ سے کوشاں رہے ہیں۔ جیسا کہ وہ اسلامی روایات میں اسرائیلیات اور بے سروپا قصے کہانیاں شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہم ذیل میں اس عظیم محقق کے الفاظ نقل کرتے ہیں:

قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے جسم و روح کے ساتھ رفع کے بارہ میں کوئی صریح نص موجود نہیں ہے، نہ ہی آپ کے آسمان سے جسمانی نزول کی بابت کوئی صریح آیت پائی جاتی ہے، بلکہ یہ اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو اسلام کی ابتداء سے ہی اپنے غلط عقائد کو اسلامی افکار و عقائد میں شامل کرنے کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ دنیا کی اصلاح کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے نہایت آسان ہے کہ وہ یہ اصلاح کسی بھی مصلح کے ذریعہ کر دے۔ اس سلسلہ میں اسے عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور نبی کے نزول کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ (گویا ان کے نزدیک پرانے کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے اسی امت سے کسی کو اللہ تعالیٰ اس اہم کام کے لئے چن سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ جماعت احمدیہ کے موقف کی تائید کر رہے ہیں)

ويتفق الأستاذ أمين عز العرب مع اتجاهات الإمام محمد عبده والسيد محمد رشيد رضا فيقول: أستطيع أن أحكم أن كتاب الله من أوله إلى آخره ليس فيه ما يفيد نزول عيسى۔

(مجلة لواء الإسلام عدد أبريل 1963ء)

❁......جناب امین عز العرب بھی اس بارہ میں امام محمد عبدہؒ اور محمد رشید رضا صاحب کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں: **مَیں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ قرآن کریم میں اوّل سے لے کر آخر تک کوئی ایک آیت بھی نہیں ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی نزول کا تصور پیش کرتی ہو۔**

ويثير الأستاذ محمد أبو زهرة نقطة دقيقة حول الأحاديث السابقة فيقرر أنها - بالإضافة إلى أنها أحاديث آحاد وليست متواترة - لم تشتهر قط إلا بعد القرون الثلاثة الأولى، ويمكن ربط هذا بما ذكره السيد محمد رشيد رضا عن محاولات النصارى، فإنهم فى خلال هذه القرون كانوا يحاولون إدخال بعض عقائدهم فى الفكر الإسلامى بطريق أو بآخر----، ويختم الأستاذ محمد أبو زهرة كلامه بقوله إن نصوص القرآن لا تلزمنا بالاعتقاد بأن المسيح رفع إلى السماء بجسده، وإذا اعتقد أحدٌ أن النصوص تفيد هذا وترجحه فله أن يعتقد فى ذات نفسه ولكن له أن يلتزم ولا يُلزم۔

(مجلة لواء الإسلام عدد أبريل 1963ء)

❁......(**شیخ محمد ابوزہرہ** (1898ء-1974ء) کا پورا نام محمد احمد مصطفیٰ احمد ہے کلیہ اصول الدین اور لاء کالج میں تدریس کے شعبہ سے منسلک رہے پھر صدر شعبہ شریعت اسلامیہ بھی رہے، اسی طرح **مجمع البحوث الإسلامیہ** کے عضو بھی رہے۔ آپ نے ایک تفسیر، فقہ اسلامی کے مختلف موضوعات پر متعدد کتب اور عیسائیت کے بارہ میں ایک مشہور کتاب "**محاضرات فى النصرانية**" سمیت تیس کے قریب کتب تصنیف کیں۔)

شیخ محمد ابو زہرہ مذکورہ بالا احادیث کے بارہ میں ایک باریک نقطہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ احادیث، علاوہ اس کے کہ متواتر نہیں بلکہ آحاد ہیں، اسلام کی پہلی تین صدیوں کے بعد مشہور ہوئی ہیں۔ اس کا تعلق بھی محمد رشید رضا صاحب کی عیسائیوں کی طرف سے اسلامی عقائد کو بگاڑنے کی کوششوں کے ساتھ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ صدیوں سے فکرِ اسلامی میں اپنے غلط عقائد داخل کرنے کے لئے کوشاں ہیں............

جناب محمد ابوزہرہ اپنی بات اس قول پر ختم کرتے ہیں کہ **قرآن کریم میں کوئی ایسی نص موجود نہیں ہے جو یہ عقیدہ رکھنا لازم قرار دیتی ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔** پھر بھی اگر کسی کے نزدیک بعض نصوص سے ایسا ثابت ہوتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ خود تو جو چاہے عقیدہ اختیار کر لے لیکن کسی دوسرے کو اس کا پابند نہ کرے۔

ويقول الأستاذ الأكبر الشيخ المراغى: ليس فى القرآن نص قاطع على أن عيسى عليه السلام رفع بجسمه وروحه وعلى أنه حىٌّ الآن بجسمه وروحه، والظاهر من الرفع أنه رفعُ درجات عند الله، كما قال تعالى فى إدريس "ورفعنا مكانا عليًّا" فحياة عيسى حياة روحية كحياة الشهداء وحياة غيره من الأنبياء۔

❁......اور استاد اکبر **شیخ مصطفیٰ المراغی** کہتے ہیں:

قرآن کریم میں نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کے جسم و روح سمیت آسمان پر اٹھائے جانے کے بارہ میں نہ ہی آپ کے ابھی تک جسم و روح سمیت زندہ ہونے کے بارہ میں کوئی قاطع نص پائی جاتی ہے۔ رفع کے الفاظ سے صرف یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا درجات کے لحاظ سے اپنے رب کے حضور رفع ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا: وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ یعنی ہم نے اس کا اعلیٰ مقامات کی طرف رفع کیا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا روحانی لحاظ سے ہے جیسے شہداء اور دیگر انبیاء روحانی طور پر زندہ ہیں۔

ويقول الأستاذ عبد الوهاب النجار: إنه لا حجة لمن يقول بأنه عيسى رفع إلى السماء لأنه لايوجد ذكر السماء بإزاء قوله تعالى: "ورافعك إلىَّ" وكل ما تدل عليه هذه العبارة أن الله مبعده عنهم إلى مكان لا سلطة لهم فيه، إنما السلطان فيه ظاهرا وباطنا لله تعالى، فقوله تعالى: "إلىَّ" هو كقول الله عن لوط" إنى مهاجر إلى ربى" فليس معناه أنى مهاجر إلى السماء بل هو على حد قوله تعالى: "ومن يخرج من بيته مهاجرا إلى الله ورسوله---"

(قصص الأنبياء صفحه115)

❁......(**عبد الوہاب نجار** ایک محقق اور سکالر ہیں جنہوں نے **جامعة الأزهر** میں انبیاء کرام کے قصص پر مبنی لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا جنہیں بعد میں اپنی شہرہ آفاق کتاب "**قصص الأنبياء**" میں جمع کر دیا۔ آپ نے کئی کتب کی تحقیق و تلخیص کی ہے اس کے علاوہ خلفائے راشدین پر بھی آپ کی ایک ضخیم کتاب مقبول عام ہے۔)

جناب عبد الوہاب نجار کہتے ہیں:

جو یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم سمیت آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اس کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ آیت کریمہ "وَرَافِعُكَ اِلَيَّ" کے ساتھ اَلسَّمَآء کا لفظ موجود نہیں ہے۔ اور اس حالت میں عبارت مذکورہ کے معنی صرف یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کسی ایسی جگہ لے جانے والا ہے جو انکے دشمنوں کی پہنچ سے دور ہو گی لیکن ظاہری و باطنی طور پر وہ خدا تعالیٰ کے زیر تصرف ہو گی۔ اور رَافِعُكَ اِلَيَّ میں جہاں تک اِلَيَّ کے لفظ کا تعلق ہے تو یہ اسلوب حضرت لوط علیہ السلام کے اس قول کے مشابہ ہے جو خدا تعالیٰ نے انکی زبانی درج فرمایا ہے کہ: اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلَى رَبِّي (العنکبوت:27)۔ یہاں بھی یہ معنی نہیں ہے کہ میں آسمان کی طرف ہجرت کر کے جانے والا ہوں بلکہ یہ تو ایسے ہی تھا جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النساء:101)۔ یعنی جو اپنے گھر سے خدا اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی نیت سے نکل پڑے گا......۔

ويقول الأستاذ الشهيد سيد قطب عند تفسير الآية الأولى من الآيات الثلاثة السابقة: لقد أرادوا قتل عيسى وصلبه، وأراد الله أن يتوفاه وفاة عادية ففعل، ورفع روحه كما رفع أرواح الصالحين من عباده،---

(فى ظلال القرآن جلد 3 صفحه78، مقارنة الأديان صفحه 62-68، مكتبة النهضة المصرية القاهرة الطبعة الثامنة 1984م)

❁......(**سید قطب** (1906-1966) ایک ادیب اور کاتب اور مصری تحریک اِخوان المسلمین کی مؤثر ترین شخصیت تھے۔ کئی بار جیل کاٹی اور آخری دفعہ اسلامی انقلاب اور حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ کے جرم میں پھانسی کی سزا ہوئی۔ آپ نے جیل میں ہی اپنی مشہور تفسیر "فی ظلال القرآن" تالیف کی۔ اس کے علاوہ دس کے قریب ادبی کتب اور دس سے زائد اسلامی موضوعات پر مشتمل کتب تالیف کیں۔ آج بھی اسلامی فکر اور دینی حلقوں میں آپ کی آراء کو ایک خاص مقام دیا جاتا ہے۔)

سید قطب گزشتہ تین آیات میں سے پہلی آیت کے بارہ میں کہتے ہیں کہ:

یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور صلیب کے ذریعہ مارنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ آپ کو طبعی وفات دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنے صالح بندوں کی طرح آپ کی روح کا ہی رفع فرمایا۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

کائنات کا حقیقی ادراک اس وقت ہمیں حاصل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نُور سے اسے دیکھیں۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سِرَاجًا مُّنِیْرًا کہا ہے۔ اب کوئی نہیں جو اس واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی روشنی اور نور کو حاصل کر سکے۔ اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق آخری زمانہ میں سب سے بڑھ کر اُس شخص نے اِس نُور سے حصہ پانا تھا جسے مسیح و مہدی کا اعزاز دیا گیا اور اس حیثیت سے اُمّتی نبی ہونے کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔

آنحضرت ﷺ کی خاتمیت نبوت خدا تعالیٰ کے نوروں کو بند کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ نوروں کو مزید جلا بخشنے کے لئے اور صیقل کرنے کے لئے ہے۔ پس یہ ہے مقام ختم نبوت کہ وہ ایسی روحانی روشنی ہے جو پھر اعلیٰ ترین روشنیاں پیدا کر سکتی ہے۔

کیا خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے براہ راست فیض پایا اور اندھیروں سے نور کی طرف جانے کی منزلیں جلد جلد طے کرتے چلے گئے۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے صراط مستقیم کی تین حالتوں علمی، عملی اور حالی کا پُر معارف تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 11 ردسمبر 2009ء بمطابق 11 رفتح 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت نُور کے حوالے سے مختلف لغوی معنی بیان کرنے کے بعد اہل لغت نے اپنی وضاحتوں کے لئے جو آیات قرآنیہ درج کی ہیں ان میں سے چند آیات کے کچھ حصے پیش کئے تھے اور سورۃ نور کی آیت اَللّٰهُ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:36) کے حوالے سے کچھ وضاحت کی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اہل لغت نے اپنے بیان کردہ مختلف معانی کو ثابت کرنے کے لئے آیات کے حوالے دیئے ہیں۔ آج کے خطبہ میں ان میں سے ایک دو آیات کی وضاحت کروں گا جن کا حوالہ گزشتہ خطبہ میں دے چکا ہوں۔

مَیں نے بتایا تھا کہ نُور پھیلنے والی روشنی کو بھی کہتے ہیں اور یہ نُور بھی دو قسم کا ہے یعنی یہ روشنی جو پھیلتی ہے مفسرین کے نزدیک آگے اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک دنیوی نُور ہے اور دوسرا اُخروی نُور ہے۔ اور دنیوی نُور پھر دو قسم کا ہے ایک نُور کی قسم وہ ہے جس کا ادراک بصیرت کی نگاہ سے ہوتا ہے اس کا نام انہوں نے معقول رکھا ہے یعنی یقین اور عقل اور دانائی کی وجہ سے یہ نُور ملتا ہے اور الٰہی امور میں یہ نُورِ عقل اور نُورِ قرآن ہے۔ اور دوسرا وہ نُور ہے جس کو جسمانی آنکھ کے ذریعہ محسوس کیا جاتا ہے۔ اس کو محسوس کہتے ہیں۔ جیسے وہ نُور جو چاند اور سورج اور ستاروں اور دیگر روشن اجسام میں پایا جاتا ہے۔

نُورِ الٰہی کی مثال میں مفردات کے حوالے سے مَیں نے سورۃ مائدہ کی آیت اور سورۃ انعام کی آیات کا حوالہ دیا تھا۔ جس کی تفصیل مَیں نے بیان نہیں کی تھی۔ بہرحال جسمانی آنکھ کی حِس کے ذریعہ دیکھنے والے نُور کی مثال مفردات نے سورۃ یونس کی آیت نمبر 6 کی دی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (یونس:6) یعنی وہی ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور کیا ہے۔

یہاں بعض کو شاید یہ الجھن ہو کہ سورج کے لئے ضیاء اور چاند کے لئے نور کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے ضیاء جو ہے وہ زیادہ روشن چیز ہے اور نُور کم روشن ہے۔ اہل لغت بھی یہی لکھتے ہیں کہ ضیاء روشن چیز کو کہتے ہیں اور نور کم روشن کو۔ ضیاء نور کے مقابلے پر زیادہ طاقتور ہے۔ اپنی ذات میں جو روشنی ہوتی ہے اس کو ضیاء اور ضوء کہتے ہیں اور نور کا لفظ عمومی طور پر اس وقت بولا جاتا ہے یا استعمال کیا جاتا ہے جب کسی غیر سے روشنی لیتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ تو اس کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ نُور کے اور بھی کئی معنی ہیں اور یہ نُور جو ہے یہ ضیاء کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الاحزاب:47) کہ وہ روشن سورج ہے۔ یعنی آپ کے نُور سے دوسرے لوگ روشن ہوں گے جبکہ آپ کا نور بھی اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے۔ نیز لغت والے یہ بھی لکھتے ہیں کہ نُور ضیاء کی روشنی کو بھی کہتے ہیں، ضیاء کی شعاع کو بھی کہتے ہیں یعنی جو چیز اپنی ذات میں روشن ہے اس روشنی کے انعکاس کو بھی نور کہتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے نور کی شعاعوں کا جو انعکاس ہے یا خدا تعالیٰ کا جو انعکاس ہے یہی ہمیں مادی اور روحانی زندگی میں نظر آتا ہے۔ کائنات کا حقیقی ادراک اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نُور سے اُسے دیکھیں۔ کیونکہ نُور ہر اس چیز کو بھی کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے دوسری چیزیں نظر آنے لگیں۔ پس خدا تعالیٰ کی ذات میں ڈوب کر ظاہری آنکھ سے بھی اس نُور کا حقیقی رنگ میں ادراک ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے ظاہر کیا ہے اور انسانوں کے لئے مسخر کیا ہے۔ سورج بھی اور چاند بھی اور کائنات کی ہر چیز بھی اُسی طرح حقیقی طور پر نظر آ سکتی ہے جب اُسے اللہ تعالیٰ کے نور کے سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے۔ لیکن اگر کسی دہریہ کو ان چیزوں میں خدا نظر نہیں آتا جبکہ مومن کو تو ہر چیز میں خدا نظر آتا ہے اور وہ ان چیزوں سے فیض بھی پا رہا ہے تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے اور پھر بعض دفعہ ان کی یا سائنسدانوں کی کوششیں بھی اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے جلوے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات کی چیزوں کا ایک حد تک علم حاصل ہو رہا ہے اور چاند اور سورج اور دوسرے ستاروں کے دنیاوی فائدے ایک دہریہ اٹھا رہا ہے۔ جبکہ مذہب کی دنیا میں رہنے والا اور ایک حقیقی مومن جسے نُورِ قرآن بھی دیا گیا ہے اس سے روحانی اور مادی دونوں طرح کے فائدے اٹھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض جگہ دونوں نُوروں کا ایک ہی جگہ ذکر بھی فرمایا ہے تاکہ دنیاوی کاموں میں بھی راہنمائی ملے اور روحانی کاموں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو۔

پھر نُورِ اخروی کے متعلق مفردات میں آتا ہے کہ نُورِ اخروی کیا چیز ہے۔ اس کے بارہ میں انہوں نے اس آیت کو سامنے رکھا ہے کہ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا

نُوْرَنَا (التحریم:9) اُن کا نور اُن کے آگے اور داہنی طرف روشنی کرتا ہوا چل رہا ہوگا اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے مکمل کر دے۔ یہ وہ آخری نُور ہے جو ان کو مرنے کے بعد نظر آئے گا۔ بہر حال یہ تھوڑا سا بیان پچھلے خطبہ میں رہ گیا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی وضاحت کر دی۔

اب مَیں ان آیات کی وضاحت کروں گا جن کا بیان مَیں گزشتہ خطبہ میں کر چکا ہوں لیکن اِن کی وضاحت نہیں ہوئی تھی۔ یہ سورۃ مائدہ کی آیات ہیں اور ان کا ایک حصہ پڑھ چکا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (المائدہ:16-17) اے اہل کتاب یقیناً تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آ چکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جو تم اپنی کتاب میں سے چھپایا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کر رہا ہے اور بہت سی ایسی ہیں جن سے وہ صرفِ نظر کر رہا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آ چکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔

اور دوسری آیت کا ترجمہ ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

پس وہ تمام باتیں جو پہلی کتابوں میں ان کے ماننے والوں نے یا تو بدل دی تھیں یا چھپا لیا کرتے تھے۔ ظاہر نہیں کیا کرتے تھے ان کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر آنحضرت ﷺ اب دوبارہ دنیا کے سامنے وہ باتیں پیش فرما رہے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ جو اب آپ ﷺ کے ذریعہ سے دنیا کے سامنے پیش ہو رہی ہیں ان میں بہت سے نئے احکامات ہیں۔ بہت سی نئی باتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے، روحانیت میں ترقی کے نئے اور وسیع راستے کھل رہے ہیں۔ اور ایسے احکامات ہیں جو انسان کی فطرت کے مطابق ہیں اور جن میں کوئی افراط اور تفریط نہیں ہے۔ ایک ایسا رسول آیا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے۔ ایک معتدل تعلیم ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "ہر یک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے"۔ (یعنی جس نبی پر وہ وحی اتر رہی ہو اس کی فطرت کے مطابق وحی نازل ہوتی ہے۔) "جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا۔ توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی۔ سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا"۔ (ایسا بہت زیادہ ایک ایسی جگہ پہ واقع تھا جہاں نہ سختی تھی نہ نرمی تھی۔) فرمایا کہ "نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام پر غضب مرغوب خاطر تھا"۔ (نہ ہر جگہ نرمی ظاہر کرتے تھے۔ نہ ہر جگہ اور موقع پر غصہ ہی ظاہر کیا جاتا تھا۔ بلکہ ایک ایسا رستہ تھا جو سیدھا راستہ تھا)۔ فرمایا کہ "بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی۔ سو قرآن شریف بھی ایسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت، وہیبت وشفقت و نرمی و درشتی ہے"۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول۔ صفحہ 193۔ حاشیہ)

چنانچہ دیکھ لیں قرآن کریم کے احکامات بھی سموئے ہوئے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:41) اور بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدنظر رکھے تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ پس یہ ہے اسلام کی سموئی ہوئی تعلیم جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی کہ سزا کا مقصد اصلاح ہے، غلط کام کرنے والے کے اخلاق کی بہتری ہے۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح ہو جاتی ہے، اخلاق میں بہتری آ سکتی ہے تو معافی ہونی چاہئے۔ اور اگر سزا ہی اس کی اصلاح کا ذریعہ ہے تو سزا دینا ضروری ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ سزا اتنی ہی دی جائے جتنا کہ جرم ہے۔ کسی طرح کا بھی ظلم نہ ہو۔ اسلام کی تعلیم نہ تو یہ ہے کہ دائیں گال پر تھپڑ کھا کر بایاں بھی آگے کر دو اور نہ ہی یہ ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ ضرور نکالنی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحتِ وقت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے۔

یہ بتانے کے بعد کہ تمہارے پاس ایک رسول آیا جس نے تمام پرانی باتیں اور نئی باتیں بھی کھول کر سامنے رکھ دیں۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدہ:16) یقیناً تمہارے پاس ایک رسول آ چکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔ یہ نُور جو یہاں بیان ہوا ہے یہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے جیسا کہ ہم جانتے ہیں۔ اس کی مثال مَیں نے پہلے بھی پیش کی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سِرَاجًا مُّنِيْرًا کہا ہے۔ ایک روشن چمکتا ہوا سورج کہا ہے۔ کیونکہ اب آپ ہی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے نُور نے آگے اپنی چمک دکھانی ہے اور اب کوئی نہیں جو اس واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی روشنی اور نور کو حاصل کر سکے اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانہ میں سب سے بڑھ کر اس شخص نے اُس نُور سے حصہ پانا تھا جسے مسیح و مہدی کا اعزاز دیا گیا اور اس حیثیت سے اُمّتی نبی ہونے کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انسان کامل، افضل الرسل اور سراجاً منیراً کی مہر، جو مہر نبوت ہے یہ جس پر لگے گی اُسے پھر اللہ تعالیٰ کے نُور سے بھر دے گی۔ پس آنحضرت ﷺ کی خاتمیت نبوت خدا تعالیٰ کے نوروں کو بند کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ نئے نوروں کو مزید جلا بخشنے کے لئے اور صیقل کرنے کے لئے ہے۔ پس یہ ہے مقام ختم نبوت کہ وہ ایسی روحانی روشنی ہے جو پھر اعلیٰ ترین روشنیاں پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن یہ واضح ہو کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نُور کے ساتھ کتاب مبین ہے جو پھر ایک نور ہے۔ اس لئے اب قرآن کریم کے علاوہ جو کامل اور مکمل کتاب اور شریعت ہے کوئی اور کتاب اور شریعت نہیں اتر سکتی۔ یہی ہم احمدی مانتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان دونوں باتوں کو یعنی نور محمد ﷺ اور نور قرآن کریم کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان فرمایا ہے۔ اس شعر سے دونوں مطلب نکلتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا نور بھی اور قرآن کریم بھی جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کہ ؎

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

دشمن اعتراض کرتا ہے کہ ایک اَن پڑھ اور وحشی قوم کا شخص آخری پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جو خود بھی اُمّی ہے پڑھا لکھا نہیں۔ فرمایا یہ تو کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ یہ بات تو آپ کے مقام کو بڑھا رہی ہے کہ آسمان سے وہ کامل نور لے کر آئے جس نے وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو بااخلاق اور باخدا انسان بنا دیا۔ اس وحشی قوم نے جب اس نُور سے حصہ پایا اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کیا تو دنیا کی سب سے زیادہ مہذب قوم بن گئی۔

اور ان لوگوں نے تو جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے اور کتاب سے یہ نُور پایا، انہوں نے تو ہزار سال پہلے اپنی علمیت کا سکّہ منوا لیا تھا۔ یورپ جو آج علم کی روشنی کا اظہار کر رہا ہے، یورپ نے ان سے علوم سیکھے تھے۔ پس صرف روحانی نُور نہیں بلکہ دنیاوی ترقیات کے لئے بھی وہ لوگ جو تھے روشنی کا مینار بن گئے۔

پس آج مسلمانوں کو غور کی ضرورت ہے کہ وہ نُور جس نے تمام دنیا کو روشن کیا، کیا دنیاوی علوم کے لحاظ سے اور کیا روحانی علوم کے لحاظ سے، وہ نُور کیوں ان کے اندر سے نکل کر نہیں پھیل رہا جس کے لئے آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تھے اور اپنے ماننے والوں میں وہ نُور پیدا کیا تھا۔ اللہ، رسول اور قرآن کی پیروی کا دعویٰ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ نُور نظر نہیں آ رہا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں جس شخص نے اس نُور کا حقیقی پرتو بننا تھا اس کا انکار ہے۔ لیکن ساتھ ہی احمدیوں کے لئے بھی سوچنے کا اور فکر کرنے کا مقام ہے کہ منہ سے ماننے کا دعویٰ کر کے نُور سے حصہ نہیں مل جاتا۔ اس قرآنی نُور سے حصہ لینے کے لئے اس انسان کامل کے عاشق صادق کی بیان کردہ تعلیم اور قرآنی تفسیر پر غور کرنا اور اس کو اپنے اوپر لاگو کرنا بھی ضروری ہے۔ دنیا میں ڈوب کر روشنی تلاش نہ کریں۔ بلکہ قرآن کریم میں ڈوب کر حکمت کے موتی تلاش کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے اور دنیا کو حقیقی روشنی سے روشناس کروانا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ایک عربی شعری کلام میں آنحضرت ﷺ کے نُور کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ ؎

نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَا الْعُلُوْمَ تَجَدُّدَا
اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُجْتَبٰى وَالْمُقْتَدٰى وَالْمُجْتَدٰى

وہ اللہ کا نور ہے جس نے علوم کو نئے سرے سے زندہ کیا۔ وہی برگزیدہ اور چنیدہ ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور فیض طلب کیا جاتا ہے۔

پس علوم معارف کا خزانہ اب آنحضرت ﷺ کی ذات اور قرآن کریم ہے۔ لیکن اس کو سمجھنے کے لئے آنکھ میں نور پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کا پیدا کرنا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جُڑ کر ہی مقدر کر دیا ہے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو اس نُور کو حاصل کرنے کے لئے

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A. Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

آپ کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بیان فرماتے ہوئے کہ مَیں نے یہ مقام کس طرح پایا، فرماتے ہیں کہ:

”مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود وسلام اس پر)۔ یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے“۔ (کہ اب جو کچھ ہے وہ آنحضرت ﷺ سے منسوب ہو کر ہی ہے۔ جو اس کے علاوہ کوئی دعویٰ کرتا ہے وہ اللہ کا بندہ نہیں کہلا سکتا پھر وہ شیطان کی ذریت ہے۔)۔

فرمایا ”کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے“۔ (وہ ہمیشہ محروم رہے گا)۔ ”ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے؟ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں“۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس میں آنحضرت ﷺ کے مقام پر جو آپ علیہ السلام کی نظر میں ہے، روشنی پڑتی ہے۔ اگر فطرت نیک ہو تو آپ پر اعتراض کرنے والوں کے لئے یہ کافی جواب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات سے علیحدہ ہو کر آپ کا کچھ بھی مقام نہیں ہے اور ہم اس وقت تک خدا تعالیٰ کے نور سے فیضیاب ہو سکتے ہیں جب تک اُس آفتاب ہدایت کے سامنے کھڑے رہیں گے جسے خدا تعالیٰ نے سِرَاجًا مُّنِیْرًا کہا ہے۔

سورۃ مائدہ کی دوسری آیت 17 جو مَیں نے پڑھی تھی اس میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دونُور ہیں ایک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اور دوسرا قرآن کریم۔ گزشتہ آیت کا حوالہ دیتے ہوئے اب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہی دو چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنیں گی اور یہی دو چیزیں ہیں جو سلامتی کی راہوں کی طرف لے جانے والی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ سلامتی کی راہیں کیا ہیں؟ یہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے یا پہنچانے کے مختلف راستے ہیں جو محفوظ طریقہ سے خدا تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہے لیکن سلامتی کی راہیں وہ ہیں جہاں اللہ تعالیٰ تک انسان شیطان سے بچ کر پہنچ جاتا ہے اور نور سے فیض پاتا ہے۔ اور یہ سلامتی کی راہیں ان کو ملتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہدایت پاتے ہوئے اس کی رضا کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس کے قدم پھر اندھیروں سے نکل کر نُور کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ صراط مستقیم پر چل پڑتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی روشن کتاب سے فیض پانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کی ضرورت ہے یا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ان دونوں چیزوں سے جُڑنا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا کا جو اعلیٰ ترین نمونہ ہے وہ آپ کی تربیت کی وجہ سے، قوت قدسی کی وجہ سے آپؐ کے صحابہؓ نے دکھایا۔ اور وہ لوگ پھر صرف اندھیروں سے روشنی کی طرف ہی نہیں آئے بلکہ انہوں نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا اعزاز پایا۔ پس صحابہ رسول اللہ ﷺ بھی ان نُوروں سے فیض پا کر ہمارے لئے اسوہ حسنہ بن گئے۔ ان کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ستاروں کی مانند ہیں جن سے تم راستوں کی طرف راہنمائی حاصل کرتے ہو۔ پس یہ لوگ بھی وہ تھے جو صراط مستقیم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن گئے۔

پس کیا خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے براہ راست فیض پایا اور اندھیروں سے نور کی طرف جانے کی منزلیں جلد جلد طے کرتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن گئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آخری زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو بھیجا جس کو پھر اپنے آقا و مطاع کے نُور کا پَرتو بنا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

مصطفیٰؐ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

اور آپ علیہ السلام پر جب اس نُور کی انتہا ہوئی تو آپ علیہ السلام سے براہ راست فیض پانے والے بھی اپنے دلوں کو نُور سے بھرتے ہوئے صراط مستقیم پر قائم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن گئے۔ توحید کا قیام کرنے والے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو صراط مستقیم کی دعا سکھائی ہے تو اس کے لئے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق اُس نور سے فیض حاصل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ہر ایک کو اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق نور ملتا ہے، کسی کو کم اور کسی کو زیادہ۔ لیکن ملتا ضرور ہے۔ نور سے فائدہ ہر انسان ضرور اٹھاتا ہے۔ ہر مومن اٹھاتا ہے جو نیک نیتی سے اس کی طرف بڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ ہر ایک نے بہرحال اس مقام تک پہنچنا ہے جو اعلیٰ ترین مقام ہے۔ لیکن کوشش کا حکم ہے۔ جس کے لئے پوری طرح کوشش ہونی چاہئے۔ بے شک صراط مستقیم کی طرف اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے اور اس کے لئے اس نے ہمیں دعا بھی سکھائی ہے جو ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں لیکن اس کے لئے کوشش کا بھی حکم ہے۔ فرمایا کہ صراط مستقیم پر چلنے کے لئے نُور کی ضرورت ہے اور نُور اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن کریم سے حاصل ہوگا اور جو اس کے حصول کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ پھر ایسے شخص کو صراط مستقیم پر چلاتے ہوئے اس نُور سے فیض حاصل کرنے والا بناتا چلا جائے گا۔

صراط مستقیم کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے۔ علمی اور عملی اور حالی۔ اور پھر یہ تینوں تین قسم پر ہیں۔ علمی میں حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے“۔ (علمی صراط مستقیم یہ ہے کہ اللہ کا حق تلاش کرو، بندوں کے حقوق کی پہچان کرو اور اپنے نفس کے حق کی پہچان کرو اور عملی صراط مستقیم جو ہے)۔ فرمایا کہ ”اور عملی میں ان حقوق کو بجالانا“۔ (عملی صراط مستقیم یہ ہے کہ یہ حق جس کی شناخت کرنی ہے ان پر پھر عمل کیا جائے۔) فرماتے ہیں کہ ”مثلاً حق علمی یہ ہے کہ اس کو ایک سمجھنا“۔ (خدا تعالیٰ کو ایک سمجھنا) ”اور اس کو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیوں کا اور مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا“۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا جو حق علمی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا۔ انسان کو تمام فیض جو پہنچتے ہیں، جو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اور جو کچھ بھی وہ حاصل کر رہا ہے اس کو پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ کو سمجھنا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں اور تمام خوبیوں کا جامع وہ ہے اور ہر ایک چیز نے اسی کی طرف لوٹنا ہے اور ہر ایک عیب سے وہ پاک ہے اور تمام صفات، جتنی اس کی صفات ہیں ان کا وہ جامع ہے چاہے وہ صفات ہمیں معلوم ہیں یا ہمیں نہیں معلوم اور کامل طور پر اس کی بندگی میں آ جانا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا حق) اور فرمایا کہ ”اسی میں محصور رکھنا۔ یہ تو حق اللہ میں علمی صراط مستقیم ہے“۔ (یہ جو باتیں بیان کی گئی ہیں اسی دائرے میں اپنے آپ کو رکھنا اس سے باہر نہ نکلنے دینا۔ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی یہ علمی صراط مستقیم ہے)۔ ”اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو اس کی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت میں اس کا کوئی شریک نہ کرنا“۔ (اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر پوری طرح عمل کرنا اور طاعت کے معاملہ میں اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرانا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان کے مقابلے پہ کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے)۔ ”اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا اور اسی پر نظر رکھنا اور اسی کی محبت میں کھوئے جانا یہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے“۔

پھر آپ فرماتے ہیں ”اور حق العباد میں علمی صراط مستقیم یہ جو ان کو اپنا بنی نوع خیال کرنا اور ان کو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے جو ان کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہیں“۔ (علمی صراط مستقیم یہی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھنا اور اس کو کسی رنگ میں بھی خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر کوئی فوقیت نہ دینا)۔ فرمایا ”یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی نقصان نہیں اور وہ اپنی ذات میں کامل ہے“۔ (یہ چیز پیدا ہوگی تو تبھی اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم ہوگی جو کامل ذات ہے)۔ پھر فرمایا کہ ”اور عملی صراط مستقیم یہ ہے (کہ) حقیقی نیکی بجا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

لانا۔ یعنی وہ امر جو حقیقت میں ان کے حق میں اصلح اور راست ہے بجالانا۔ یہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اس میں یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق میں فانی ہوں''۔ (اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ یعنی عملی صراط مستقیم جو ہے وہ یہی ہے کہ ہر کام کرتے ہوئے یہ دیکھنا کہ میرا کام ان اخلاق پر قائم ہو جو خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ میرے رنگ میں رنگین ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر لاگو کرنے کی کوشش کرنا اور تبھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان حقیقی نیکی بجالایا ہے اور وہ صحیح رستے پر چل رہا ہے)۔ ''اور حق النفس میں علمی صراط مستقیم یہ ہے کہ جو جو نفس میں آفات پیدا ہوتے ہیں جیسے عُجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد''۔ (حقد کہتے ہیں کینے کو)۔ ''اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم اُن سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت میں اخلاق رذیلہ ہیں ویسا ہی ان کو اخلاق رذیلہ جاننا۔ یہ علمی صراط مستقیم ہے''۔ (نفس کا جو حق ہے اس کا صراط مستقیم یہ ہے کہ تمام برائیاں جن کے بارہ میں بتایا گیا ہے ان کو انتہائی، گھٹیا چیزیں اور گناہ سمجھنا۔ تبھی انسان صراط مستقیم پر چل سکتا ہے)۔ ''اور یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور اپنی ذات میں قدوس ہے''۔

پھر فرماتے ہیں کہ ''اور حق النفس میں عملی صراط مستقیم یہ ہے جو نفس سے ان اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا اور صفت تخلّی عن رذائل اور تحلّی بالفضائل سے متصف ہونا''۔ (کہ حق النفس کا جو صراط مستقیم کا عملی حصہ ہے وہ یہ ہے کہ جتنے اخلاق رذیلہ ہیں، گھٹیا قسم کے اخلاق ہیں، برائیاں ہیں ان کو اپنے سے پاک کرنا۔ خالی کرنا اور صرف خالی نہیں کرنا بلکہ جو نیکیاں ہیں ان سے اپنے آپ کو پُر کرنا۔ صرف برتن برائیوں سے خالی نہیں کرنا بلکہ اس برتن کو نیکیوں سے پُر بھی کرنا ہے)۔ ''یہ عملی صراط مستقیم ہے۔ یہ توحید حالی ہے۔ کیونکہ موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تا اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے اور تا اس کو فنا فی تقدس اللہ کا درجہ حاصل ہو اور اس میں اور حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے ایک باریک فرق ہے اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے اور ایک بالمعنی شرف ہے خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے''۔ (جو عملی صراط مستقیم ہے یہ برائیوں کا ایک ملکہ ہے۔ ظہور میں آوے نہ آوے سمجھ لیا کہ میرے دل سے خالی ہوگئیں۔ لیکن حق العباد میں بعض دفعہ بعض انسانوں میں ان اخلاق کو دکھانے کے موقعے نہیں پیدا ہوتے لیکن انسان سمجھتا ہے کہ میرے اندر وہ اخلاق ہیں لیکن جب موقع آئے تو تب پتہ لگتا ہے کہ حق ادا ہو رہا ہے یا نہیں۔ لیکن فرمایا کہ حق العباد میں حق النفس میں یہ باریک فرق ہے)۔ فرمایا کہ ''حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہنچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے''۔ (اب یہ جو اعلیٰ اخلاق ہیں بندوں کے حقوق اس صورت میں ادا ہوں گے۔ فرمایا یا عملی صراط مستقیم کا اظہار اس وقت ہوگا جب یہ ثابت ہو جائے کہ عملی طور پر اکثریت کو اپنے معاشرہ میں ان اعلیٰ اخلاق کا فیض پہنچ رہا ہے اور اثر پہنچ رہا ہے اور فائدہ پہنچ رہا ہے اور خدمت کی شرط جو ہے وہ ادا ہو رہی ہے)۔ فرماتے ہیں: ''غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے''۔ (اپنے نفس کی اصلاح کی طرف کوشش ہے۔ لیکن اس کا اظہار تبھی ہوتا ہے جب حقوق العباد ادا کئے جائیں۔ تزکیہ نفس بھی تبھی پتہ لگتا ہے کہ ہوا ہے کہ نہیں جب حق العباد کی ادائیگی ہوتی ہے)۔ ''کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں۔ یہ تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے''۔ (عبادات میں مشغول رہ کر بھی انسان تزکیہ نفس کر سکتا ہے)۔ ''لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فرمایا گیا جو رہبانیت اسلام میں نہیں''۔ (رہبانیت کو اسلام میں اس لئے منع کیا گیا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا ہوں۔ تزکیہ نفس کر کے انسان حقوق اللہ تو جنگل میں بیٹھ کر بھی ادا کر سکتا ہے لیکن جنگل میں بیٹھ کر حقوق العباد ادا نہیں ہو سکتے اور پھر اس وجہ سے صراط مستقیم کی علمی اور عملی صورت واضح نہیں ہوتی)۔ فرماتے ہیں کہ ''اب جاننا چاہئے جو صراط مستقیم علمی اور عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے۔ یعنی وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو۔ پس یاد رکھنا چاہئے جو قرآن شریف میں بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہیں دیا گیا اور باقی سب اس کے وسائل ہیں''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (سورۃ فاتحہ) جلد اول صفحہ 236-237)

پس جب صراط مستقیم کی طرف انسان ہدایت پالے تو اسے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا بھی ادراک حاصل ہوتا ہے کہ وہی ایک ہے جو نوروں کا منبع ہے اور جس نے اس غرض کے لئے دنیا میں انبیاء بھیجے کہ دنیا کو اس کے نور کا علم ہو اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور قرآن کریم کی صورت میں کتاب مبین اتاری جو اسی ایک نور کا پتہ دیتی ہے جو خدائے واحد کی ذات ہے۔ جس کی روشنی وہ انبیاء منعکس کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منعکس فرمائی اور قرآن کریم کو سمجھنے والے بھی اس سے فیض پاتے ہیں اور یہی ایک روشنی ہے جس نے تمام دنیا کو روشن کرنا ہے اور تمام دنیا کو خدائے واحد کا عبد بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اس حقیقی نور کا ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اپنی زندگیوں کو اس سے فیضیاب کرنے والے ہوں اور اس کو پھیلانے کا حق ادا کرنے والے بھی ہوں۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

پرتگیزی (Portuguese) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

پرتگیزی (Portuguese) زبان دنیا کی سات بڑی زبانوں میں سے ایک ہے۔ یہ پرتگال کے علاوہ برازیل، ایسٹ تیمور، مکاؤ (Macau) اور افریقہ کے مختلف ممالک Cape Verde، گنی بساؤ، ساؤ ٹومے اینڈ پرنسپے وغیرہ میں بھی لہجے اور تلفظ کے اختلاف کے ساتھ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ شمالی امریکہ میں نیوجرسی، نیوانگلینڈ، کیلیفورنیا، ساؤتھ فلوریڈا۔ اسی طرح اونٹاریو (کینیڈا) میں بھی اس زبان کے بولنے والوں کی خاصی تعداد پائی جاتی ہے۔

پرتگیزی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ پہلی بار 1988ء میں انگلستان سے شائع ہوا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ کو سامنے رکھ کر پرتگیزی زبان میں یہ ترجمہ کرنے کی سعادت برازیل کی ایک مخلص نو احمدی خاتون مکرمہ امینہ ایڈلوائز المیدا دیاز (Amina Edelwise Almeda Diaz) کو حاصل ہوئی۔

مکرم اقبال احمد صاحب نجم سابق مبلغ برازیل لکھتے ہیں کہ:

''سسٹر امینہ ایدل وائز 1986ء کے آخر میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہوئیں۔ آپ برازیل کے اولین نومبائعین میں سے تھیں۔ آپ برازیل کے شہر Rio De Janiero کے علاقہ Capa Cabana میں مقیم تھیں۔ انگریزی اور سپینش جانتی تھیں۔ پرتگالی ان کی اپنی زبان تھی۔ شہر Rio کے قریب جزیرہ Pauita میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور ''مسیح ہندوستان میں'' کا مطالعہ کیا۔ 1966ء میں آپ نے Florinopolis مقام پر صوبہ Santa Catarina کے مقام پر ایک کشف دیکھا تھا جو آپ کے قبول احمدیت سے پورا ہوا۔ آپ نے قریباً ستّر برس کی عمر میں احمدیت قبول کی اور اسی وقت اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کر دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کی درخواست قبول فرمائی اور آپ کو احمدیہ مشن برازیل میں منتقل ہونے اور مبلغ سلسلہ کا ہاتھ بٹانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ وہ مشن ہاؤس تشریف لے آئیں اور میرا ہاتھ بٹانے لگیں۔ حضور رحمہ اللہ نے 1989ء میں احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر آپ کو پہلی احمدی مشنری خاتون کے خطاب سے نوازا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف بھی عطا ہوا۔ پرتگال میں جماعتی مشن کی رجسٹریشن اور برازیل میں مشن ہاؤس کی خرید کے سلسلہ میں بھی آپ کو بہت کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے 23/اکتوبر 1999ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضور رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق آپ نے احمدیہ لٹریچر کا پرتگیزی زبان میں ترجمہ شروع کیا۔ کچھ کتابچے اور پمفلٹ ترجمہ ہو چکے تو حضور رحمہ اللہ نے 1988ء کی ابتداء میں ہمیں پرتگالی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ قرآن کو سامنے رکھ کر پرتگیزی میں ترجمہ کیا گیا۔ وہ ترجمہ کرتی تھیں اور خاکسار ترجمہ پر نظر ثانی کرتا۔ قریباً ایک سال ہم نے دن رات کام کیا اور ترجمہ فائنل ہونے پر اسے ٹائپ کروا کر اس کے مسودات لندن بھجوائے جاتے۔ جہاں 1988ء کے آخر پر 668 صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن کریم اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز کے تحت آکسفورڈ پریس ایلڈن سے شائع ہوا۔ یہ جماعت کے زیر اہتمام شائع ہونے والے پہلے پچاس تراجم قرآن کریم میں سے ایک ہے۔ اس ترجمہ کی اشاعت کے جملہ اخراجات مکرم الیاس ناصر دہلوی صاحب (آف انگلستان) اور ان کی فیملی نے ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس ترجمہ کے آخر پر قرآنی مضامین کا ایک انڈیکس بھی شامل ہے۔

یہ پرتگیزی ترجمہ قرآن کریم UK میں 2003ء میں The Bath Press سے ری پرنٹ ہوا''۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تائید حاصل ہے اور اسی لئے جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تائید حاصل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں ورنہ کسی بھی خلیفہ کے پاس کوئی دنیاوی طاقت تو نہیں کہ جس نے اس دنیاوی طاقت سے مختلف قوموں کو مختلف رنگوں کے لوگوں کو، مختلف نسلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جگالی کرتے ہوئے، انہیں بار بار اپنے ذہنوں میں دہراتے ہوئے اس مقصد کی تلاش جاری رکھیں جس سے تقویٰ ترقی کرتا ہے۔ جس سے اطاعت ترقی کرتی ہے اور پھر تقویٰ کی جو یہ ترقی ہوگی تو اس سے انسان بامراد ہوتا ہے۔ پھر اس خوشخبری کا حاصل کرنے والا بنتا ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ یہ لوگ بامراد ہوں گے۔ اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے راستوں کی تلاش میں نشان دہی فرمائی۔ چند باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مَیں بیان کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

”بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوف خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 605۔ مطبوعہ ربوہ) اور اصل مقصد جو ایک مومن کا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اصل مقصود کو پہچان لو۔ اصل مقصود اور مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی سچی توحید کا قیام ہے اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ درحقیقت اگر توحید کی حقیقت کو سمجھ لیں تو حقوق العباد خود بخود قائم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر انسان ان تمام باتوں پر عملدرآمد کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔

ہمارے میں سے جو نوجوان ہیں اور جو اکثریت میرے سامنے بیٹھے ہیں یہ نوجوان ہی ہیں یا نوجوانی کی عمر سے گزر رہے ہیں لیکن ابھی تک جوان ہیں۔ ان کے بہت سارے مسائل ہیں۔ جھگڑے ہیں۔ مثلاً مذاق میں ہی کوئی دوسرا بات کر دے تو نوجوانی میں غصہ میں آ کر ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جن سے پھر لڑائیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ پھر بیویوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ ذرا سی بات پر گھروں میں لڑائیاں اور فساد پیدا ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے کہ گھروں کو جنت نظیر بناؤ۔ یہی اطاعت کامل ہے۔ پھر رشتہ داروں کے حقوق نہ ادا کرنا ہے حالانکہ رشتہ داروں کے حقوق بھی رکھے گئے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے کہ حق ادا کرو۔ یہ اطاعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان کرتا ہے۔ بعض لوگ جماعتی طور پر بہت اچھے ہوتے ہیں۔ بڑی خدمات بجا لا رہے ہوتے ہیں۔ کئی کئی گھنٹے جماعت کو دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے گھروں میں ہر وقت فساد ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر جو کامل یقین ہے اس میں کمی ہے۔ پس احمدی کا یہ کام ہے کہ یہ کامل یقین پیدا کرے اور جب کامل یقین پیدا کرنے میں یہ کوشش ہوگی تو شیطان جو مختلف راستوں سے آتا ہے ورغلاتا ہے اور بھلا دیتا ہے کہ ہماری زندگی کا اصل مقصد کیا ہے۔ وہ بھی پھر ہمیشہ یاد رہے گا اور پھر انسان شیطان کے پنجے میں نہیں آئے گا۔ اس کی باتوں میں نہیں آئے گا۔ اس کے بہلاوے اور پھسلاوے میں نہیں آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توحید کا کیا نقشہ کھینچا ہے؟ کیونکہ توحید کے قیام ہی سے پھر باقی باتیں آگے چلتی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جائے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے“۔ فرمایا ”میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا۔ مَیں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کو ماننے والا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے“۔ ایک ایسی واضح تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جس کی کوئی مثال نہیں ہوتی۔ اگر سچی توحید کو دل میں قائم کر لے انسان۔ فرمایا: اس میں بغض کینہ، حسد، ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں ”اس وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت تکبر، خود پسندی، ریاکاری، کینہ وعداوت، حسد و بخل، نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔ جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے“۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 91 مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں بے شک ہم لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر یقین رکھتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس گہرائی میں ہمیں سمجھا رہے ہیں وہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہم میں سے کتنوں کے دلوں میں ہے۔ کیا ہمارے دل تکبر سے مکمل پاک ہیں؟ کیا ہم اپنی ذاتی اناؤں اور عزت کے نام پر ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آ جاتے ہیں اور تکبر کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا ہمارے دل خود پسندی سے پاک ہیں یا اپنی ذات کو ہی دوسروں پر فوقیت اور اہمیت دیتے چلے جاتے ہیں؟۔ ہم ہر وقت یہی سوچتے ہیں کہ ہماری ہی تعریفیں کی جائیں۔ ہماری ہی Projection کی جائے۔ ہمیں ہی زیادہ اٹھایا جائے اور اگر یہ نہیں تو ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ یہ جذبات مجروح ہونے سے خود پسندی کا اظہار بڑھا ہے اور یا دل میں جو خواہش ہے وہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کیا ہمارے دل کینہ اور عداوت سے پاک ہیں؟ یا ذرا سی بات پر ہم دل میں کینہ رکھتے ہیں، اپنی رنجشیں بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا ہم حسد سے پاک ہیں؟ کیا دوسروں کی ترقی دیکھ کر ہمارے اندر رشک کے جذبات کی بجائے حسد کے جذبات ابھرتے ہیں اور ہم اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم بخل سے پاک ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ہمارے ہاتھ رک جاتے ہیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل تو کرتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر قربانی کرنی پڑے تو رک جاتے ہیں۔ بہت سے ہیں جو اللہ کے فضل کے ساتھ جماعت میں ہیں جو کسی قسم کا کوئی بخل نہیں دکھاتے بلکہ بڑے کھلے دل کے ہیں۔ قربانیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو خود اپنے جائزے لیں کہ وہ بخل سے پاک ہیں؟ پھر کیا ہمارے دل نفاق سے پاک ہیں؟۔ یا ہمارے دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور ظاہر کچھ اور کرتے ہیں۔ ایک احمدی کا دل صرف جماعتی معاملات میں ہی نہیں بلکہ ذاتی معاملات میں بھی نفاق سے پاک ہونا چاہیے۔ جو بات وہ کہے سچی کہے کھری کہے لیکن اس کے ساتھ ہی دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھیں۔ نفاق یہ ہے کہ دل میں کوئی رنجش بھری ہوئی ہو۔ ظاہری طور پر کچھ اور کیا جائے اور ان رنجشوں کی وجہ سے حسد کا جذبہ مزید ابھرتا ہے اور انسان کو نقصان پہنچاتا چلا جاتا ہے۔ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہا ہوتا ہے۔ کیا ہم اپنے سارے عہد پورے کرنے والے ہیں؟ یا کچھ پر عمل کیا اور کچھ پر نہیں کیا۔ اگر اپنے عہد پورے کرنے والے ہیں۔ تو پھر توحید کو اپنے دلوں میں قائم رکھنے کے لئے یقیناً ہم نے کوشش کی ہے۔ پھر یقیناً نمازوں کی حفاظت کرنے والے بھی ہم ہوں گے اور مردوں کے لئے نمازوں کی حفاظت قیام نماز کی کوشش کرتے ہوئے ہوتی ہے۔ باجماعت نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ہوتی ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بھی ایک عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور معبود کی بھی عبادت کی جاتی ہے اور عبادت کا یہ طریق بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے۔ اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی کا عہد ہے اور ان دونوں باتوں پر عمل کرنے کا عہد اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر کیا ہے۔ پس اگر کلمہ پر ایمان ہے تو عہد کی پابندی بھی لازمی ہے۔

نماز کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:” نماز کی پابندی کے بارہ میں بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے“۔ پھر آپؑ نے فرمایا ”اصل بات یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کر دے۔ انسان درد اور فرقت میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو۔ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے“۔ وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے اسے پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے نماز ہے۔ اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کے بجائے پاک جذبات بھر دئے جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 92-93 مطبوعہ ربوہ) اور نماز کس طرح کی پڑھنی چاہئے؟ جو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔ بدیوں سے پاک کرتی ہے۔ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر یقین کامل کرتی ہے۔ فرمایا کہ ”صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ ایک سوزش اور رقت اور درد ہو“۔

پس یہ نمازیں ہیں جو ایک احمدی کو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر نوجوانی کی عمر میں ہم نے اس جڑ کو پکڑ لیا، اس اصول کو پکڑ لیا تو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ سے قرب کا جو تعلق ہے ترقی کرتا چلا جائے گا۔

آج جب کہ دنیا خدا تعالیٰ کے وجود کے بارہ میں بیہودہ تحریریں لکھ رہی ہے، کتابیں لکھی جاتی ہیں، مضامین لکھے جاتے ہیں اور بہت سی لغویات کے ذریعہ، میڈیا کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے وجود کی نفی کی جاتی ہے۔ ایک بہت بڑا طبقہ جو خدا کے وجود اور مذہب کے انکار نہ کرنے کے باوجود عملاً مذہب اور خدا سے بھی دور چلا گیا ہے۔ دنیا نے اس کے سامنے بہت سے معبود کھڑے کر دئے ہیں۔ مسلمان بھی عملاً اسلام کے نام پر لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی نفی کر رہے ہیں۔ منہ سے تو بے شک کہہ رہے ہیں لیکن عملاً اس کی نفی ہو رہی ہے۔ کیونکہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نے حقوق العباد کی ادائیگی کے سبق دیئے ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عملی تصویر ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (محمد:34) کے ساتھ ہمیں اطاعت کی تلقین فرمائی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جیسا مَیں نے کہا ”اَطِیْعُوا اللّٰہَ“ مَیں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکامات پر عمل کرنے کی ہدایت دی ہے اور ”اَطِیْعُوا الرَّسُوْل“ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ہدایت دی ہے۔ پس اس کلمہ کی اعلیٰ تصویر بننے کے لئے ایک احمدی کو بہت زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے اور جب ہم اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آراستہ کریں گے تو ہم یہ کہنے والے بن کر تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھ سکیں گے کہ ہم ہی ہیں جو تبلیغ پر یقین رکھتے ہیں اور پھر ہم حق کا پیغام دنیا کو پہنچا کر دوسرے مذاہب پر حق کی برتری ثابت کرنے والے ہوں گے۔ جس کو دنیا آج بھول چکی ہے اور اپنے عمل کو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھال کر اپنے عملی نمونوں سے ہم دنیا کو ثابت کریں گے کہ یہ وہ نمونے ہیں جن پر عمل سے آج انسانیت کی بقا ہے۔ پس تبلیغ کے اس میدان میں وسعت کے لئے یہ راستے اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ”لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ“ کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ“ کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ان راستوں کو اختیار کرنے کے لئے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب جو قرآن اور حدیث کی ہی تشریح ہیں ان کو پڑھنے اور سمجھنے کی طرف بھی توجہ پیدا کرنی ہوگی۔ گویا نیکیوں میں قدم بڑھانے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے میدان کھولنے کے لئے یہ علم حاصل کرنے ضروری ہیں۔ اپنے علم کو بڑھانا بھی ضروری ہے اور اپنے عملوں کی طرف توجہ دینا بھی ضروری ہے اور یہ میدان پھر اللہ کے فضل کھولتے چلے جائیں گے۔

پس آئیں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے۔ اپنی نمازوں کو بھی سجانا ہے۔ اپنے علم کو بھی بڑھانا ہے۔ اپنے عملوں کو بھی چمکانا ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے۔ خلافت احمدیہ کی نئی صدی ہمارے نعروں سے نہیں سجنی بلکہ ہماری دعاؤں اور ہمارے عملوں سے سجنی ہے۔

صدر صاحب نے اجتماع شروع ہونے سے پہلے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ اطفال کو علیحدہ خطاب اطفال کی مارکی میں ہو۔ مَیں نے کہا تھا اطفال کے لئے بھی، جو سمجھنے والے اطفال ہیں عموماً وہی مضمون ہوتا ہے جو خدام کو کہا جاتا ہے۔ یہی پیغام جو ہے وہ اطفال کے لئے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دس سال کی عمر میں نمازیں فرض کیں ہیں اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اس

میں کبھی سستی نہ کریں۔ دس سال کی عمر ایسی عمر نہیں کہ کہا جائے کہ ہمارے سے سستیاں ہوگئیں۔ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ نمازیں پڑھنا بہر حال ہر ایک پر فرض ہے۔ قرآن شریف پڑھیں۔ بہت سے بچے جب قرآن شریف حفظ کرتے ہیں تو اس عمر میں یعنی دس سے بارہ سال کی عمر میں ہی کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی عمر ہے کہ اس کے ساتھ پھر ترجمہ بھی پڑھنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان کو بڑھانے کے جو طریقے ہیں وہ ایسے ہیں جو بچوں کے دماغ میں بڑی جلدی Mature ہو جاتے ہیں اور اگر وہ سمجھنا چاہیں تو سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ قرآن کو جب ترجمہ کے ساتھ پڑھیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کا بھی پتہ چلے گا کہ اس میں کیا حکم ہیں مثلاً ایک حکم ہے کہ والدین کی عزت کرو۔ پس ماں باپ کی عزت کریں گے، ان کا کہنا مانیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کام سے خوش ہوگا کیونکہ آپ اپنے ماں باپ کا کہنا اس لئے مان رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس عمل سے خوش ہو، آپ کے اس کام سے خوش ہو۔ یہاں کے جو بچے ہیں ان کی نقل نہ کریں۔ یورپ میں رہنے والے جو بچے ہیں یا جو غیر احمدی ہیں یا غیر مسلم ہیں ان کو جیسے میں نے شروع میں کہا تھا کہ ان کو سمجھانے والا کوئی نہیں۔ ان کا امام کوئی نہیں۔ آپ لوگ ان لوگوں سے منفرد ہیں۔ ان کی نقل آپ نے نہیں کرنی بلکہ ان کو اپنے پیچھے چلانا ہے۔

جیسے مَیں نے اپنے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ اب تو ٹی وی میں یہ سوال اٹھنے لگ گئے ہیں کہ بچوں کو سمجھانے کی، سختی سے اور نرمی سے سمجھانے کی کیا حدیں ہیں۔ کیونکہ ذرا سی بھی سختی کی جائے بلکہ یہ بھی مثال دیتے ہیں کہ گرم چیز کو اگر بچہ ہاتھ لگائے اور ماں باپ نے زور سے یوں چپت لگا کے پیچھے ہٹا دیا اور بچے نے رونا اور چلانا شروع کر دیا تو اسی بات پر پولیس اور بچوں کی حفاظت کے جو ادارے ہیں وہ آکر اس کو لے جاتے ہیں اور ماں باپ سے علیحدہ کر دیتے ہیں اور اسی چیز نے بڑھتے بڑھتے بچوں کو بے ادب بنا دیا ہے۔ نہ ماں باپ کا احترام رہا ہے اور نہ کسی اَور چیز کا احترام رہا ہے۔ اسی طرح سکولوں میں بھی ڈسپلن توڑنے والے ہوتے ہیں۔ اب یہ شور پڑنے لگ گیا ہے کہ کوئی حد لگا لیں، جہاں سے ہم کہہ سکیں کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھنا۔ اگر بڑھو گے تو سختی ہوگی اور اس حد تک کہ بچوں کی حفاظت کے جو ادارے ہیں وہ دخل نہیں دیں گے۔ گو یہ چیزیں اسلام نے پہلے ہی فطرت کے مطابق بیان کر دی ہیں کہ والدین کا بھی اور اپنے بڑوں کا بھی عزت و احترام کرو۔ پھر یہ قرآن کریم کا جو پڑھنا اور سمجھنا ہے، بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی اور بہت سی نیکیوں کی طرف راہنمائی کرے گا۔ بہت سی نیکیوں کے بارہ میں پتہ چلے گا۔ اللہ کرے کہ خدام اور اطفال اس بات کو سمجھیں کہ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اصحاب کہف کے ذکر میں نوجوانوں کا ذکر ملتا ہے۔ جنہوں نے توحید کی حفاظت کی اور اس کو قائم رکھنے کے لئے قربانیاں دیں۔ پس آج مسیح محمدی کے ذریعہ توحید کے قیام میں نوجوانوں نے ہی اہم کردار ادا کرنا ہے اور دنیا میں اسلام کا پھیلانا اور توحید کا پیغام اب احمدیوں کا ہی کام ہے اور اس میں جیسے مَیں نے کہا نوجوانوں نے بھرپور کردار ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اب دعا کریں۔

۞۞۞۞۞

سینیگال کے مخلص احمدیوں کے ایمان افروز واقعات

(منور احمد خورشید۔ امیر و مبلغ انچارج سینیگال)

مبارک چہرہ

کولخ کے علاقہ میں ایک چھوٹا سا گاؤں جو چند گھرانوں پر مشتمل ہے۔ اس گاؤں کا نام Palado ہے۔ اس گاؤں میں ایک بار تبلیغ کی غرض سے گئے۔ الحمدللہ کچھ پھل بھی ملے۔ جب اس دورہ سے واپس آ گئے۔ تو چند دن بعد ایک احمدی دوست احمد باہ کا پیغام ملا کہ پلاڈو کے رہنے والے ایک دوست Gatam Jallo جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد پھر جب دوبارہ اس علاقہ میں ہم لوگ گئے۔ تو اس بزرگ سے بھی ملے۔ جماعتی تعارف کرایا۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد کہنے لگے۔ ابھی آپ چلے جائیں پھر دیکھیں گے۔ جس روز مجھے کوئی شافی ثبوت مل گیا تو مَیں بیعت کر لوں گا۔ اس طرح ہم لوگ واپس چلے آئے۔

اتفاق سے چند ماہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ گیمبیا کے دورہ پر تشریف لائے۔ پروگرام میں گیمبیا کے فرافینی نامہ قصبہ میں حضور انور کی آمد کا پروگرام تھا۔ اس لئے خاکسار نے سینیگال کے اس علاقہ میں جملہ مقامات پر اطلاعات کر دیں کہ سب لوگ فرافینی پہنچ جائیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی آمد پر سب سے بڑا اجتماع اسی جگہ پر ہوا جن میں اکثر احباب سینیگال کے تھے۔ ان لوگوں میں مکرم گاتم جالو صاحب بھی تھے۔ جلسہ کی بہت کامیاب کارروائی کے بعد سب لوگ اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو گئے کچھ عرصہ بعد میں مکرم گاتم جالو صاحب کے علاقہ میں دورہ پر گیا اور ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے فوراً اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور کہنے لگے مجھے اب دلیل مل گئی ہے۔ میرے لئے حضور انور کا چہرہ مبارک ہی کافی ثبوت ہے کیونکہ اس قدر نورانی چہرہ صرف خدا کے پیاروں کا ہی ہوسکتا ہے۔

روحانی تبدیلی

مکرم Gatam Jallow صاحب ایک عام سیدھے سادھے زمیندار ہیں۔ جب انہوں نے بیعت کی تو انہوں نے اپنے اندر بڑا انقلاب پیدا کیا۔ آپ احمدی ہونے سے قبل تعویذ گنڈہ کا کام کرتے تھے اور کافی لوگ ان پر اعتقاد رکھتے تھے۔ اس کام میں لوگوں میں عزت و احترام کے علاوہ مالی منفعت بھی تھی۔ ایک روز ایک ڈاکٹر حیوانات جو کولخ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے گاتم جالو صاحب سے ایک تعویذ بنانے کی درخواست کی۔ گاتم صاحب نے بتایا کہ اب مَیں نے یہ کام چھوڑ دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے آپ نے یہ کام کیوں چھوڑ دیا ہے؟ گاتم صاحب نے بتایا کہ مَیں اب مسلمان ہو گیا ہوں اور اسلام میں اس طرح کے کام منع ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں اور پھر اب مسلمان ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ نے بتایا کہ پہلے مَیں صرف نام کا مسلمان تھا اب مَیں احمدی مسلمان ہو گیا ہوں۔ اس لئے اس طرح کے کام جو خلاف اسلام ہوں نہیں کر سکتا۔

ایک مخلص غریب احمدی کی غیر معمولی مالی قربانی

گیمبیا کے ایک شہر بصّے نامی میں ایک بزرگ احمدی رہتے ہیں جن کا نام محمد تراول صاحب ہے۔ نہایت ہی غریب مالی حالت بہت خراب، ذرائع آمد مفقود اور پھر افراد خانہ بھی خاصے تھے۔ ایک شام میں ان کے ہاں گیا۔ کھانے کا وقت تھا۔ کہنے لگے۔ استاذ ہم اب کھانا تو کھا رہے ہیں لیکن ہم آپ کو اس کی دعوت نہیں دے سکتے۔ مَیں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے سادہ چاول اُبالے ہیں اور ساتھ نمک مرچ پانی میں گھول کر اس کا شوربہ بنایا ہے۔ اس کو چاولوں پر ڈال کر کھا رہے ہیں۔ بہر حال مذکورہ بالا واقعہ سے ان کی مالی حالت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

خاکسار نے ایک روز خطبہ جمعہ کے دوران بصّے کے احباب جماعت کو ایک زرعی فارم بنانے کی تحریک کی۔ چونکہ اکثر احباب تجارت پیشہ تھے۔ اس لئے کوئی خاطرہ خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ نماز جمعہ کے بعد یہ بزرگ مجھے میرے کمرے میں آ کر ملے اور کہنے لگے: کل آپ فلاں گاؤں میں جو میرا کھیت ہے ادھر پہنچ جائیں۔ مَیں نے پوچھا: خیریت ہے؟ کہنے لگے: بس آپ آجائیں پھر بتاؤں گا۔

مَیں اگلے روز اس جگہ پہنچ گیا۔ تراول صاحب اپنے کھیت میں ہل چلا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر کھیت کے وسط میں چلے گئے اور کہنے لگے اس میں آدھا کھیت میرا اور آدھا جماعت کو دے دیا ہے، کام مَیں کروں گا اور آمد جماعت کو جائے گی۔ ان کے اخلاص کا آج تک میرے ذہن پر بڑا گہرا اثر ہے کہ کس طرح ایک غریب احمدی نے اپنے آپ کو جماعتی خدمت کیلئے پیش کر دیا تاکہ جماعت کی آمد بڑھ سکے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی مالی حالت بہت بہتر ہے۔

اخلاص اور اس کا اجر اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا

سینیگال جماعت کے ایک نہایت مخلص دوست سابقہ ممبر آف پارلیمنٹ اور آج کل بفضل تعالیٰ پوری ریجن Tamba Kunda کے پریذیڈنٹ ہیں۔ (یہ عہدہ گورنر کے برابر ہوتا ہے) کا ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ ہے۔

1999ء کی بات ہے۔ یہ اس وقت ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ اس دوران ان کی ایک وزیر سے کچھ چپقلش ہوگئی جس پر صدر مملکت نے ان کو اگلے انتخاب میں پارٹی کی طرف سے امیدوار کا ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے بڑی کوشش کی، ہر قسم کے تعلقات استعمال کئے مگر بے سود۔ اس طرح ہر طرف سے مایوس ہوگئے۔

انہی دنوں خاکسار نے ان کو جماعت میں مالی قربانی کی اہمیت کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ اس پر کہنے لگے مَیں ہر ماہ 25 پونڈز چندہ ادا کیا کروں گا۔ مَیں نے کہا: ذرا سوچ لیں یہ کوئی جذباتی تحریک نہیں بلکہ باقاعدگی سے ادائیگی کرنا ہوگی۔ کہنے لگے مَیں نے فیصلہ کر لیا ہے انشاء اللہ باقاعدہ ادائیگی کروں گا۔

اگلے ماہ اپنے علاقہ سے ڈاکار تشریف لائے۔ اور مجھے فون کیا کہ مَیں انہیں ان کے ہوٹل میں جا کر ملوں کیونکہ ان کی گاڑی خراب ہے۔ مَیں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے Brief Case کھولا اور پورے سال کا چندہ ادا کر دیا۔ مَیں بہت حیران ہوا اور خوش بھی کہ خدا تعالیٰ نے ایک روح کو مالی قربانی کی اہمیت بتا دی ہے۔

اسی وقت مَیں نے بذریعہ Fax حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھا اور بتایا کہ یہ دوست آجکل اپنے مسائل میں گھرے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ تعاون نہیں کر رہی ہے۔ ان حالات کے باوجود انہوں نے بہت بڑی مالی قربانی کی ہے۔ اگلے ہفتہ حضور انور کا جواب آیا جس میں آپ نے فرمایا کہ مَیں نے ان کے لئے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو پہلے سے اعلیٰ مقام سے نوازے گا۔

تقریباً دو ہفتے بعد ان کا مجھے فون آیا اور بتانے لگے کہ مجھے پریذیڈنٹ نیشنل اسمبلی کا مشیر مقرر کیا گیا ہے جس میں ممبر آف پارلیمنٹ سے زیادہ مراعات اور زیادہ وقار بھی ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے حضور انور کی دعا لفظ بلفظ پوری فرمائی۔

رجالٌ نوحِی الیھم مِنَ السماء

نیشنل اسمبلی سینیگال کے ایک ممتاز ممبر آنریبل احمد مختار رنڈاؤ صاحب جو عرصہ 15 سال سے ممبر چلے آ رہے ہیں۔ جرمنی میں جماعت کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے ممبرز آف پارلیمنٹ کا ایک وفد تشکیل دیا گیا اس سلسلہ میں مکرم احمد مختار صاحب سے رابطہ قائم کیا گیا۔ وہ تیار ہوگئے۔ اسی دوران انہوں نے بتایا کہ گزشتہ رات مَیں نے ایک عجیب خواب دیکھی ہے۔ مَیں ایک نہایت ہی نورانی چہرہ بزرگ وجود کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور وہ میرے لئے دعا کر رہے ہیں اور وہ بزرگ افریقن نہیں ہیں اور نہ ہی زندگی میں کبھی ان سے ملاقات ہوئی ہے اور انہوں نے مجھ سے کوئی بات بھی کی ہے۔ اور یہ خواب انہوں نے دوران سفر اپنی کار میں اپنے ڈرائیور اور اپنی بیٹی کو بھی سنائی۔ اسی روز ان کو جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی تھی۔

جب یہ وفد سینیگال سے جرمنی پہنچا۔ اس وقت حضور انور مئی مارکیٹ من ہائم میں جلسہ کی تیاری کا معائنہ کرنے کے سلسلہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہمارا وفد سیدھا جلسہ گاہ میں لے جایا گیا۔ جب حضور انور کو وفد کی آمد کی اطلاع ملی تو حضور انور ادھر تشریف لائے اور جملہ ممبرز حضرات کو شرف مصافحہ بخشا۔ جب حضور انور نے مکرم احمد مختار رنڈاؤ صاحب سے مصافحہ کیا تو ان کے مونہہ سے بے اختیار یہ جملہ نکلا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو مَیں نے خواب میں دیکھے تھے۔

ایک اور اتفاق دیکھئے۔ جب عالمی بیعت ہو رہی تھی تو مکرم احمد مختار رنڈاؤ صاحب کو بالکل حضور انور کے قدموں میں جگہ ملی۔ بعد از دعا حضور نے خاکسار سے دریافت فرمایا یہ دوست کون ہیں۔ سوائے ان کے کسی اور ممبر کے بارہ میں حضور نے اس وقت استفسار نہیں فرمایا۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

بقیہ :رپورٹ دورہ بیلجیئم از صفحہ نمبر 16

راشد احمد، مصور بیگ، معارج وسیم ، رانا اسامہ زبیر، رخنا داؤد، عزیزہ نویدہ داؤد، مصباح ندیم ، سفینہ طاہر اور عزیزہ امتہ المصوّر۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔

برسلز میں حضور انور کا قیام مشن ہاؤس ''بیت السلام'' کے رہائشی حصہ میں ہے۔ مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ کو رنگ برنگی روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ برسلز میں جماعت کا یہ مشن ہاؤس شہر کے سینٹر سے مغرب کی جانب 10 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ 1.85 ایکڑ ہے جس میں پہلے سے ہی بعض عمارات تعمیر شدہ موجود ہیں۔

اگست 1985ء میں یہ جگہ مجموعی طور پر اس وقت کی کرنسی میں 8 لاکھ 12 ہزار بیلجین فرانک میں خریدی گئی تھی۔

ملک بلجیم میں جماعت کا قیام 1982ء میں ہوا۔ اس وقت سات خدام، چار بچے اور چند خواتین تھیں۔ جماعت بلجیم بھی ان ممالک میں سے ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی ترقی کی ہے اور اب یہاں آباد احمدیوں کی تعداد 1400 سے زائد ہے۔ اور برسلز کے علاوہ انٹورپن ،ہاسلٹ، Eupen، Lieg e، Lieer، St.Truiden، BerinGean، Oosteni اور Turnhout کے مقام پر بڑی فعال جماعتیں قائم ہوچکی ہیں۔ اور جماعت کی تعداد نئے داخل ہونے والوں کے ساتھ مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اور ہر آنے والا دن نئی کامیابیوں کی نوید لے کر طلوع ہوتا ہے۔ اب حکومت کے بعض سرکردہ حکّام کا رابطہ بھی جماعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔

حکومتی منسٹر کی طرف سے خوش آمدید

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بلجیم آمد پر چیف منسٹر برائے جرمن سپیکنگ بیلجیم Hon.Mr.Karl-Lambertz نے حضور انور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کے نام خط لکھ کر بھجوایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

''مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ حضور اقدس ان دنوں بلجیم کے دورہ پر آرہے ہیں۔ مَیں آپ کی جماعت کی تعلیمات کو دل کی گہرائیوں سے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسی طرح مَیں آپ کے رفاہ عامہ اور بنی نوع انسان کی خدمت کے کاموں سے بہت متأثر ہوں جو آپ پوری دنیا میں انسانی ہمدردی کی بنا پر کررہے ہیں۔

گزشتہ اتوار کو یہ بات میرے لئے باعث اعزاز تھی کہ آپ کی لوکل جماعت Eupen نے ایک پروگرام میں مجھے مدعو کیا جو کہ جرمن بولنے والے بیلجیم کا Capital ہے۔ آپ کی جماعت کے ذریعہ اس ملک میں جو مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے تبادلہ خیال کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے مَیں اس سے بہت متأثر ہوں۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ کا دورہ بلجیم بہت بابرکت تعلقات اور تعمیری تبادلہ خیال کا باعث ہوگا۔ آپ کا مخلص

Karl Heinz Lambertz

Minister President of the German Speaking Community of Belgium

13 ردسمبر 2009ء بروز ہفتہ:

بلجیم میں نماز فجر کا وقت سات بج کر بیس منٹ پر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشن ہاؤس کے احاطہ میں نصب مارکی میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور کی اقتداء میں ایک بڑی تعداد میں مرد و خواتین اور بچوں نے نماز ادا کرنے کی سعادت پائی۔ باوجود اس کے کہ شدید سردی تھی اور رات درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے چلا گیا تھا ڈیڑھ صد سے زائد احباب نے رات مارکی میں ہی گزاری تا کہ صبح کی نماز حضور انور کی اقتداء میں ادا کرسکیں۔ بہت سے لوگ مشن ہاؤس کے اردگرد مختلف جگہوں پر چلے گئے تھے۔ صبح نماز سے قبل عورتیں، مرد اور بچے سبھی پیدل ہی مشن ہاؤس پہنچے۔ مشن ہاؤس کی طرف آنے والا راستہ اس منفی درجہ حرارت میں بھی احباب سے بھرا ہوا تھا اور احباب پیدل بھی اور گاڑیوں پر بھی نماز کی ادائیگی کے لئے مشن ہاؤس پہنچ رہے تھے۔ ایک بہت بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کی سعادت پائی۔

برسلز شہر کے اندر مسجد کے لئے مجوزہ جگہ کا معائنہ

جماعت احمدیہ بلجیم اپنی مرکزی مسجد کی تعمیر کے لئے ایک عرصہ سے جگہ کے حصول کی کوشش کررہی ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے برسلز شہر کے اندر ایک جگہ کی خرید کی کارروائی ہورہی ہے۔ آج پروگرام کے مطابق اس جگہ کے وزٹ اور معائنہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لے جانا تھا۔ صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اس جگہ کے معائنہ کے لئے روانگی ہوئی۔

یہ جگہ برسلز شہر کے اندر علاقہ Uccwe میں واقع ہے اور موجودہ مشن ہاؤس ''بیت السلام'' سے 13 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس کا کل رقبہ 2019 مربع میٹر ہے۔ اس میں دو رہائشی عمارات بڑی اچھی حالت میں تعمیر شدہ موجود ہیں۔ ایک عمارت 175 مربع میٹر کے رقبہ پر تعمیر کی گئی ہے اور تین منزلہ ہے۔ 944 مربع میٹر کے رقبہ پر دو بڑے ہال نما گیراج ہیں۔ ان گیراج کے ایک حصہ کے اوپر دو منزلہ رہائشی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 850 مربع میٹر کا رقبہ خالی ہے اور یہ ساری جگہ پختہ ہے جہاں مسجد کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔ یہاں شہر کے مختلف اطراف سے بآسانی پہنچا جاسکتا ہے۔ ٹرام کا سٹاپ اس جگہ کے بالکل قریب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس جگہ کا اور اس میں تعمیر شدہ عمارات کا معائنہ فرمایا اور عمارت کے ہر حصہ میں تشریف لے گئے اور ساتھ ہی امیر صاحب بلجیم سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے اور پھر موقعہ پر ہی ہدایات بھی ارشاد فرمائیں۔

اس جگہ کے وزٹ اور معائنہ کے بعد قریباً پونے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس مشن ہاؤس ''بیت السلام'' تشریف لے آئے۔

حضور انور نے اگلے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا تو امیر صاحب نے بتایا کہ ایک بجے نمازوں کی ادائیگی ہے اور اس سے قبل خدام الاحمدیہ کی حضور انور کے ساتھ تصاویر کا پروگرام بھی ہے۔ حضور انور نے فرمایا ابھی اس میں کافی وقت ہے سیر کے لئے چلتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع اپنے خدام کے مشن ہاؤس کے اردگرد کے علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے اور پچاس منٹ تک سیر کی اور بارہ بج کر 35 منٹ پر واپس تشریف لے آئے اور کچھ وقت کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی سے قبل نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بلجیم اور علم انعامی حاصل کرنے والی مجلس Turnhout نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادئیگی کے بعد رہائش گاہ کی طرف واپس آتے ہوئے حضور انور نے امیر صاحب بلجیم اور مبلغ انچارج بلجیم سے ان احباب کے بارہ میں دریافت فرمایا جنہوں نے پروگرام کے مطابق آج شام کو حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پانی ہے۔ ایک صاحب کے بارہ میں بتایا گیا کہ وہ غالباً سوڈان کے ہیں۔ حضور انور نے ان کے بارہ میں مزید تعارف اور رپورٹ کے حصول کی ہدایت فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں علم ہوا کہ یہ صاحب سوڈان سے نہیں بلکہ موریطانیہ کے ہیں اور بڑے اخلاص کے ساتھ بیعت کررہے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نومبائعین کی حضور انور کے ساتھ ملاقات

جماعت بلجیم نے نومبائعین کی حضور انور کے ساتھ ایک ملاقات کا اہتمام مشن ہاؤس کی لائبریری کے ہال میں کیا تھا۔ سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لائبریری ہال میں تشریف لائے اور ملاقات شروع ہوئی۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کتنے نومبائعین بیٹھے ہوئے ہیں۔ مبلغ انچارج نے بتایا کہ تیس (30) کی تعداد میں ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری سب سے تعارف حاصل کیا اور دریافت فرمایا کہ کب سے احمدی ہیں اور کس طرح احمدی ہوئے۔

❁......ایک دوست یوسف صاحب جن کا تعلق کیمرون سے تھا انہوں نے بتایا کہ وہ 2003ء سے احمدی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ اب نومبائع نہیں ہیں، پرانے احمدی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آج شام کو ان کی بیوی نے بیعت کرنی ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کیا اس کو سب کچھ بتایا ہے۔ احمدیت کے عقائد اور تعلیمات بتائی ہیں۔ اس کو مجبور تو نہیں کیا۔ جس پر یوسف صاحب نے عرض کیا کہ اس کو سب کچھ بتایا ہوا ہے۔ وہ اپنی خوشی سے بیعت کررہی ہے۔

❁......ایک انڈونیشین نواحمدی بھی بیٹھے تھے۔ حضور انور نے ان کا حال دریافت فرمایا۔ یہ حضور انور سے پہلے بھی مل چکے تھے۔

❁......بلجیم کے ایک ڈاکٹر عبداللہ ہولیگ صاحب نے بھی کچھ عرصہ قبل بیعت کی تھی۔ حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ اب تعلیم مکمل کرلی ہے۔ موصوف نے بتایا کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہاؤس جاب کررہا ہوں۔

❁......مراکش کے ایک دوست محمد الغزرادی صاحب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کب اور کس طرح احمدیت قبول کی۔ موصوف نے بتایا کہ دو سال پہلے کی بات ہے کہ اپنے گھر میں ٹی وی چینل Tune کررہا تھا کہ MTA کا چینل دیکھا۔ چنانچہ اس کے بعد پھر مسلسل دو سال تک MTA کا چینل دیکھتا رہا۔ پروگرام ''الحوار المباشر'' میں امام مہدی کی آمد کے بارہ میں بڑی تفصیل سے پروگرام دیکھے جس نے میری کایا پلٹ دی۔ جماعت فرانس کا ایڈریس تلاش کیا اور امسال 28 ررمضان المبارک کو احمدیت قبول کرنے کا فیصلہ کیا اور بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوگیا۔

حضور انور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ آپ کی فیملی کے کتنے افراد ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی شادی نہیں ہوئی لیکن مَیں نے اپنی فیملی کو تبلیغ کی ہے۔ ایک میرے چچا تھے وہ پہلے مسلسل انکار کرتے رہے لیکن اب دو ہفتہ قبل انہوں نے بھی بیعت کرلی ہے اور آج شام کو میرا ایک بھائی، خالہ، خالہ کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی سب بیعت کریں گے۔ ان سب کو مَیں نے بہت تبلیغ کی ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ جماعت کے بارہ میں بتایا ہے۔

حضور انور نے محمد الغزرادی صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو 'الحوار المباشر' نے احمدیت دی ہے۔

❁......مراکش کے ہی ایک اور نواحمدی دوست حسن الخطوطی صاحب نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ 'الحوار المباشر' کے پروگرام MTA پر دیکھے ہیں اور جماعت کا لٹریچر بھی پڑھا ہے۔ امام مہدی کی آمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تفصیل سے پتہ چلا۔ مَیں نے حضور انور کی خدمت میں خط بھی لکھا، حضور کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ بلجیم مشن سے رابطہ کریں اور حضور نے ایڈریس بھی بھجوایا۔ چنانچہ دو ماہ قبل بلجیم مشن ہاؤس آیا اور یہاں آکر بیعت کرلی۔

حضور انور نے فیملی کے افراد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ موصوف نے بتایا کہ وہ اپنی اہلیہ کو تبلیغ کررہے ہیں۔ گھر میں MTA لگایا ہوا ہے لیکن ابھی بیوی نے بیعت نہیں کی۔ موصوف نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ وہ بھی احمدی ہوجائے۔

❁......ملک الجزائر کے ایک نومبائع دوست عبدالکریم صاحب بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ ایک دن مَیں یہاں سے گزر رہا تھا۔ مشن ہاؤس پر کلمہ طیبہ لکھے ہوئے دیکھا۔ مَیں اندر آیا اور معلومات لیں۔ پھر واپس چلا گیا اور مَیں نے جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ مجھے اس بات کا احساس ہوگیا کہ یہ جماعت سچی اور مخلص ہے۔ مَیں بار بار یہاں آتا رہا اور دو ماہ قبل بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوا۔ بیعت کرنے کے بعد میری زندگی میں بہت تبدیلی آئی ہے۔

❁......ملک مراکش کے ایک اور نواحمدی دوست والشیخ حسن صاحب نے بتایا کہ مجھے ایک نواحمدی دوست حسن نے تبلیغ کی۔ مَیں نے اسلام میں اختلافات دیکھے کہ مختلف فرقے ہیں۔ مَیں مالکی بھی رہا ہوں، سنی بھی رہا ہوں اور دوسرے فرقوں میں بھی رہا ہوں۔ مَیں عیسائیوں کے پاس بھی گیا اور ان کا مذہب بھی دیکھا مجھے کوئی امید نہیں تھی کہ مَیں کبھی اسلام کی صحیح حقیقت پاسکوں گا۔ مَیں ناامید اور مایوس ہوگیا تھا۔ الحسن نے مجھے جماعت کا لٹریچر دیا۔ مَیں نے لٹریچر کا مطالعہ کیا اور MTA کے عربی پروگرام دیکھے تو مجھ پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ جو سچی جماعت ہے اس کا امام ہونا ضروری ہے۔ بغیر امام کے تو کوئی جماعت سچی نہیں ہوسکتی۔ جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جس کا ایک امام ہے، ایک خلیفہ ہے۔ تو مَیں نے بیعت کا فیصلہ کرلیا اور

ایک ماہ قبل بیعت کرلی۔

❁......نائیجیریا کے ایک نو احمدی دوست نورالدین عبدالعزیز صاحب نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ وہ ہاؤسا ہیں۔ والدہ یوروبا قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اور والد کا تعلق ہاؤسا قبیلہ سے تھا۔ احمدیہ سیکنڈری سکول Kano کے قریب رہائش تھی ۔ وہاں سے جماعت کا تعارف ہوا لیکن وہاں بیعت نہ کرسکا۔ بلجیم آنے کے بعد جماعت کا پتہ نہ تھا۔ ایک احمدی دوست نے مجھے اس بارہ میں بتایا۔ چنانچہ مَیں اس رمضان میں مسجد آیا اور بیعت کرلی۔

حضور نے فرمایا کیا آپ نے احمدیت کا مطالعہ کیا ہے ،معلوم کیا ہے کہ ہمارے عقائد کیا ہیں ،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ کیا ہے؟

حضور نے فرمایا ہاؤسا اپنے مذہب،اپنے عقیدہ میں بڑے سخت ہیں لیکن اب انہوں نے (نائیجیریا میں) احمدیت قبول کرنی شروع کی ہے۔ آپ بھی احمدیت کو سیکھیں کہ جماعت کی کیا تعلیم ہے اور کیا دعویٰ ہے۔ اس نے بتایا کہ میری بیوی بھی احمدی ہو چکی ہے۔

❁......ملک چلّی (Chilli) کے ایک نوجوان Tibbo بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ موصوف یہاں بلجیم میں یونیورسٹی کے طالبعلم ہیں اور مذاہب کے بارہ میں ریسرچ کر رہے ہیں۔ انہوں نے جماعت کے بارہ میں سنا اور امسال عیدالاضحیٰ کے دن مشن ہاؤس آئے اور معلومات حاصل کیں۔ جب ان کو بتایا گیا کہ حضور بلجیم تشریف لا رہے ہیں تو یہ آج ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی بیعت نہیں کی، تحقیق کر رہا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہماری کوشش ہے کہ ہم چلّی میں بھی جماعت قائم کریں۔ خداتعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ خداتعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے کہ آپ حقیقت کو جان سکیں۔ بہرحال اس میں زبردستی نہیں ہوتی۔ دل کی بات ہوتی ہے۔ اللہ آپ کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔

❁......مراکش کے ایک دوست عبدالشد اد الغزرادی نے بتایا کہ میرا تعلق بھی مراکش سے ہے اور محمد الغزرادی کا بھائی ہوں۔ آج مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے بھائی کی طرح احمدیت قبول کرنا چاہتا ہوں۔ آج مَیں حضور کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ بھائی نے مجھے کتابیں دی ہیں مَیں نے سب پڑھی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا خداتعالیٰ توفیق دے۔

❁......سپین سے تعلق رکھنے والے ایک نو احمدی نوجوان دوست یعقوبو سیگوراڈو صاحب سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کس طرح بیعت کی۔ تو انہوں نے بتایا کہ مَیں نیوکلیئر انجینئر ہوں ۔مَیں نے کتاب ......Revelation, Rationality پڑھی ہے جو میرے لئے قبول احمدیت کا موجب بنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ واپس اپنے Roots کی طرف جائیں تو مسلم Roots پائیں گے۔ اس پر اس نے کہا کہ ہاں ایسے ہی ہے۔

❁......ملک آئیوری کوسٹ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے بتایا کہ مَیں پیدائشی احمدی ہوں اور گزشتہ چالیس سال سے جماعت میں ہوں۔ ایک عرصہ سے بلجیم میں تھا لیکن رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ اب یہاں میرا رابطہ ہوا اور مَیں نے احمدیت کو تلاش کرلیا ہے۔ اور اب تجدید بیعت بھی کرلی ہے۔ یہ دوست قبل ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مل چکے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ تو پہلے بھی مجھ سے ملے ہوئے ہیں۔

❁......ملک موریطانیہ کے ایک دوست عثمان سُو صاحب بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ گزشتہ ایک سال آٹھ ماہ سے بلجیم میں ہیں ۔ MTA پر عربی کے پروگرام دیکھتے رہے ہیں۔ بچپن میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں سنا تھا۔ اب بلجیم آیا ہوں تو MTA کے ذریعہ رابطہ ہوا اور جماعت کی تعلیمات کا علم ہوا ہے اور مَیں نے احمدیت قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور آج حضور کے دست مبارک پر بیعت کروں گا۔

حضور انور نے فیملی کے بارہ میں دریافت فرمایا تو اس نے بتایا کہ فیملی موریطانیہ میں ہے ۔حضور انور نے فرمایا جب ان کو پتہ چلے گا تو مخالفت ہوگی۔ ان کے علماء ان کو صحیح بتاتے نہیں جس کی وجہ سے وہاں مسلمانوں میں مخالفت ہے۔ حضور نے فرمایا اب آپ کی مخالفت ہوگی۔ آپ کو جماعت کا لٹریچر پڑھ کر تیار ہونا چاہئے کہ کس طرح اعتراض کرنے والوں کو جواب دینا ہے۔

❁......بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب میر حسن صاحب نے بتایا کہ قبل ازیں عرب ممالک میں بھی رہا ہوں۔ گزشتہ تین ماہ سے بلجیم میں ہوں۔ ایک احمدی بنگالی دوست کی تبلیغ سے احمدی ہوا ہوں۔ بنگلہ دیش میں اپنے گاؤں میں قادیانی کے بارہ میں سنا ہوا تھا۔ ہمارے مولوی کہتے تھے کہ قادیانی سے بات نہ کرو۔ ان سے دور رہو۔ یہاں آکر احمدیت کے بارہ میں پتہ چلا ہے اور اصل حقیقت معلوم ہوئی ہے اور دو ماہ قبل بیعت کی ہے۔

حضور انور نے اس نوجوان کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت کے بارہ میں اور علم حاصل کریں۔ اپنا علم مزید بڑھائیں۔

❁......سیرالیون سے تعلق رکھنے والے ایک دوست ابراہیم جالو صاحب نے بتایا کہ 1999ء میں بیعت کی تھی۔ حضور انور نے فرمایا اب آپ نئے احمدی نہیں ہیں، پرانے احمدی ہیں۔

❁......بنگلہ دیش کے شہر سلہٹ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست عبدالعلی احمد صاحب نے بتایا کہ گزشتہ پانچ سال سے جماعت کے بارہ میں علم تھا لیکن مولوی روک بنتے رہے۔ تبلیغی جماعت والے کہتے کہ ان کو احمدی نہ کہو بلکہ مرزائی کہو۔ کوئی کہتا قادیانی کہو اور ان سے بات نہ کرو۔ ورنہ تم اپنا ایمان ضائع کرو گے۔

اب یہاں بلجیم میں مجھے اپنی فیملی کے ساتھ احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا بہت دکھ ہے کہ مَیں نے پانچ سال کیوں ضائع کئے ۔ بیعت کرنے کے بعد بڑے امتحانوں سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن ہم خوش ہیں کہ ہم کو دل کا سکون احمدیت میں ملا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ''اللہ مبارک کرے''۔

❁......مراکش سے تعلق رکھنے والے ایک دوست حامد الحسن صاحب نے بتایا کہ مَیں قبل ازیں تین بار یہاں معلومات کے حصول کے لئے آچکا ہوں۔ آج مَیں حضور انور کی مجلس میں زیادہ معلومات کے لئے آیا ہوں۔ مجھے بیعت کرنے کے لئے کچھ وقت چاہئے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ٹھیک ہے وقت لیں اور پڑھیں، مطالعہ کریں۔ زبردستی نہیں ہونی چاہئے۔

❁......بلجیم سے تعلق رکھنے والی ایک عیسائی خاتون Ann صاحبہ بھی اس مجلس میں شامل تھیں ۔ موصوفہ نے بتایا کہ وہ مذاہب پر ریسرچ کر رہی ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ مَیں آج یہاں حضور کی وجہ سے آئی ہوں اور احمدیت کے بارہ میں مزید معلومات کے حصول کے لئے آئی ہوں۔

❁......مراکش کی ایک خاتون لیلیٰ سنوسی صاحبہ نے بتایا کہ اس نے کچھ عرصہ قبل بیعت کی ہے۔

❁......سیرالیون سے تعلق رکھنے والے ابراہیم صاحب کی مسز نے بتایا کہ مَیں نے سال 2007ء میں بیعت کی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ماشاءاللہ ٹھیک ہے۔

❁......پاکستان سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نازیہ صدیقی صاحبہ نے بتایا کہ اس نے سال 2008ء میں بیعت کی ہے جب کہ اس کے خاوند نے 1999ء میں بیعت کی تھی۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا تھا۔ موصوفہ نے بتایا کہ پہلے گھر والوں کو علم نہیں تھا۔ اب ایک دو کو بتا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا تو باقیوں کو بھی پتہ لگ جائے گا۔

❁......ملک کیمرون سے بلجیم آکر آباد ہونے والی ایک خاتون مسز جو نئے مورنا بھی اس پروگرام میں شامل تھیں ۔ موصوفہ نے ابھی بیعت نہیں کی تھی۔ اپنا تعارف کرواتے ہوئے اس نے بتایا کہ مَیں ایک نئے احمدی دوست یوسف لبنگو یاں کی بیوی ہوں اور آج مَیں بھی بیعت کرنے آئی ہوں۔ آج مَیں نے احمدیت قبول کرنی ہے۔

❁......مراکش کے ایک نوجوان عبدالعلی شداد نے بتایا کہ مجھے مراکش کے ایک نو احمدی دوست محمد الغزرادی نے جماعت کی کتب پڑھنے کے لئے دیں۔ مَیں نے ان سب کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ جماعت کی ان کتب کو پڑھنے سے میرے دل میں سکون پیدا ہوا۔ MTA پر سوال و جواب کے پروگرام سنے۔ مَیں نے بیعت کا فیصلہ کرلیا ہے اور آج بیعت کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔

❁......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مراکش میں بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت قبول کر رہے ہیں ۔ یہاں بلجیم میں بھی اور فرانس میں بھی مراکشی باشندے احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ جب بات سمجھ جاتے ہیں تو قبول کرلیتے ہیں، ان میں تنگ نظری نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا: مراکش کو 'المغرب' بھی کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ کے بارہ میں جو حدیث ہے جس میں مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کا ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مجلس میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ مغرب سے سورج طلوع ہونے سے مراد مراکش ہو۔ اور اسلام کسی وقت مراکش کے باشندوں کے ذریعہ دنیا میں پھیلے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب مراکش کا رجحان قبول احمدیت کی طرف ہو رہا ہے۔ مراکش میں بھی لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں اور اب یہ بات ظاہری طور پر بھی چسپاں ہوتی نظر آرہی ہے۔ امید ہے کہ مراکش (المغرب) کے لوگ بڑی تعداد میں احمدیت قبول کریں گے اور اپنے نیک نمونے ظاہر کریں گے اور اسلام کو پھیلانے کے لئے دوسروں کے لئے نمونہ بنیں گے۔

❁......محمد الغزرادی صاحب نے اپنی فیملی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ میری خالہ بھی آئی ہوئی ہیں اور آج وہ بیعت کریں گی۔ چنانچہ ان کی خالہ آیا الغزرادی صاحبہ نے بتایا کہ وہ ہالینڈ سے آئی ہیں اور انہیں کل علم ہوا کہ حضور بلجیم آرہے ہیں تو بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ مَیں بھی آج احمدیت قبول کروں گی۔

❁......مراکش کی ایک خاتون بُشریٰ قاضی کھڑی ہوئیں ۔ ان کی گود میں ان کا بیٹا تھا۔ وہ حضور انور سے کہنے لگی کہ گزشتہ سات سال سے احمدی ہوں۔ میرا بیٹا، میرے ہاتھ میں ہے۔ مَیں چاہتی ہوں کہ یہ احمدیت کا مبلغ بنے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا آپ اس کی اچھی طرح تربیت کریں۔

❁......ایک پاکستانی احمدی دوست یاسر امجد صاحب نے بتایا کہ مَیں نے 2006ء میں بیعت کی تھی ۔حضور نے دریافت فرمایا اسائلم کیس کس بنیاد پر کروایا تھا۔ اس نوجوان نے بتایا کہ مَیں سُنّی تھا اور اپنا کیس شیعہ سُنّی جھگڑے کی بنیاد پر کروایا تھا اور بیعت بعد میں کی تھی۔ اب والد صاحب سخت خلاف ہیں ۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی ۔حضور نے فرمایا اللہ فضل کرے۔

❁......بلجیم کی ایک مقامی خاتون مسز دانیلہ دورنیس نے بتایا کہ وہ تین سال قبل مسلمان ہوئی تھیں اور تُرکوں کی مسجد جاتی تھیں۔ ایک دن ایک بکسٹال پر اس کو جماعت کا لٹریچر ملا ۔ وہ سارا پڑھا۔ اس طرح میرا جماعت سے رابطہ ہوا اور مَیں احمدیوں کی مسجد آئی ۔ وہاں لوگوں نے مجھے تبلیغ کی اور مزید لٹریچر دیا۔ مَیں نے احمدیہ مسجد میں آنا شروع کردیا اور دو سال قبل بیعت کی۔ آج مَیں ان احمدیوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھے سچائی کی طرف بلایا۔

❁......فلسطین کے ایک دوست عبدالہادی صاحب نے بتایا کہ انہوں نے جماعت کے ایک ممبر انور حسین صاحب کے ذریعہ بیعت کی ہے اور ابھی مَیں اکیلا احمدی ہوا ہوں۔ موصوف نے اپنی فیملی کے لئے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مجلس کے آخر پر فرمایا کہ مَیں نے پہلے مراکش کی مثال دی تھی کہ وہ اپنے نمونوں سے اسلام کو پھیلانے کا موجب بنیں۔ دوسرے ممالک بھی ہیں الجزائر بھی ہے، تیونس بھی ہے اور دوسرے ممالک بھی ہیں جہاں سے لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک جو احمدی ہو رہا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سچا سمجھ کر قبول کر رہا ہے۔ اور اس لئے قبول کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ آنے والے زمانہ میں جس مہدی و مسیح کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اس کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے۔ جس وجود نے آخری زمانہ میں آنا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں پورا ہوا۔

پس آج ہر احمدی پر فرض ہے کہ وہ حکمت اور دانائی سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائے۔ ہمیشہ حکمت کو پیش نظر رکھے۔ ایسے حالات میں نہیں کہ اپنی زندگی بھی خراب ہو۔ حضور انور نے فرمایا یہ مجلس تو بہت اچھی ہے لیکن اور لوگوں کو بھی ملاقات کے لئے وقت دیا ہوا ہے وہ انتظار کر رہے ہیں۔

پانچ بج کر دس منٹ پر یہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk

mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

جماعت احمدیہ برطانیہ کا ''خلافت سوونیئر''

خلافت احمدیہ کے صدسالہ جشن تشکر کے موقعہ پر جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے ایک ضخیم سوونیئر شائع کیا گیا۔اردواورانگریزی میں A4 سائز کے پونے چھ سوصفحات پر مشتمل اِس سوونیئر کا کاغذ، طباعت، ڈیزائننگ اور پیشکش نہایت عمدہ ہونے کے علاوہ اسے مضبوط جلد سے بھی مزین کیا گیا ہے۔ہردوزبانوں میں خلافت احمدیہ سے متعلق بہت سے قیمتی تاریخی مضامین اورسینکڑوں تصاویر(جن میں سے بعض نادر ہیں)شامل اشاعت ہیں۔خلافت کی عظیم الشان عمومی تاریخ اور خصوصاً جماعت احمدیہ برطانیہ کے ساتھ خلافت احمدیہ کے ساتھ تعلق کے حوالے سے بہت سا تاریخی مواد شامل ہونے کی وجہ سے یہ سوونیئر غیر معمولی اہمیت کا حامل اور اس خصوصی موقع پر شائع ہونے والے دیگر سوونیئرز میں منفرد مقام بھی رکھتا ہے۔بلاشبہ یہ سوونیئر نہ صرف مطالعہ کرنے بلکہ ایک قیمتی تاریخی دستاویز کے طور پر محفوظ رکھے جانے کے لائق ہے۔

حضرت سیّدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا کی خلفاء کرام سے وابستہ چند یادیں

حضرت سیّدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) کے چار خلفائے احمدیت کے ساتھ روحانیت کے عظیم رشتے کے علاوہ جسمانی قریبی رشتہ داریوں کے بندھن بھی وابستہ ہیں۔آپ کو اِن بابرکت وجودوں کے اعلیٰ اور پاک خصائل اور روحانی جلوے دیکھنے کے مواقع حاصل ہوئے اور ان کی شفقتیں، محبتیں اور نوازشیں نصیب ہوتی رہیں۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کے ''خلافت سوونیئر'' کے ایک مضمون (مرتبہ مکرمہ امۃ المجیب جاوید صاحبہ) میں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے اس حوالہ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ سندھ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زمینوں کی نگرانی میرے ابّا جان کے سپرد ہوتی تھی اور حضورؓ اکثر ان زمینوں کے دورہ کے لئے سندھ تشریف لاتے تھے۔ ہمارے گھر کے ساتھ حضورؓ کا علیحدہ دو کمروں کا گھر تھا مگر صحن ایک تھا۔جب سندھ کے آخری دورہ پر تشریف لائے تو میں اُس وقت بہت چھوٹی تھی لیکن حضورؓ کے ساتھ زمینوں پر پھرا کرتی تھی۔میرے بچپن کی یادوں میں حضورؓ کا سراپا ایک بہت ہی پُرنور خاص قسم کی گلابی چمک سے دمکتا ہوا روشن چہرہ، سفید براق ململ کے سفید کُرتہ اور سفید شلوار میں ملبوس سادگی اور بے تکلفی سے گھر کے صحن میں بچھی چارپائی پر تشریف فرما ایک نورانی وجود، ایک مشفق ومہربان لیکن بہت بارعب شخصیت کا ہے۔

سندھ میں حضورؓ نے اپنی زمینوں پر پارٹیشن کے وقت ایک احمدی خاندان آباد کیا تھا۔اُن کی ایک خاتون کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی۔اُس کو بوبو کہتے تھے۔ایک دفعہ حضورؓ سندھ تشریف لائے تو نماز کا وقت ہونے پر پہریداروں نے بوبو سے کہا کہ حضورؓ کو جا کر کہو کہ حضور نماز تیار ہے۔حضورؓ نے اس پیغام پر فرمایا کہ اچھا میں ابھی آتا ہوں۔مگر بوبو نے پہریداروں سے کہہ دیا کہ حضورؓ نے فرمایا ہے کہ آپ نماز پڑھ لیں۔کچھ دیر کے بعد حضورؓ نماز پڑھانے تشریف لائے تو علم ہوا کہ نماز تو بوبو کے کہنے پر ہوگئی ہے۔یہ سن کر حضورؓ خاموشی سے اندر چلے گئے تو پہریدار نے ڈانٹنے کیلئے بوبو کو آواز دی۔اس پر حضورؓ واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ اس کو کچھ نہ کہیں یہ تو بیوقوف ہے۔بوبو نے بہت مزے لے کر تالیاں بجاتے ہوئے یہ سارا قصّہ میری اُمّی کو سنایا۔

حضورؓ بچوں کی بہت دلجوئی فرماتے۔اپنے آخری دورۂ سندھ میں حضورؓ ہم بہنوں کے لئے فراکیں اور بھائیوں کے لئے کھلونے لائے۔خوبصورت کھلونے پا کر بھائی مجھے چڑانے لگے تو میں بہت رنجیدہ ہوگئی۔حضورؓ نے میری اُمی سے میرے رنج اور اُداسی کی وجہ دریافت فرمائی۔معلوم ہونے پر بہت ہی شفقت سے مجھے چاندی کے پانچ روپے دیئے۔حضورؓ کی اس خصوصی شفقت نے میرے رنج کو ناقابل بیان خوشی میں بدل دیا۔

ربوہ میں ہم حضرت مہر آپا صاحبہ کے پاس آکر ٹھہرا کرتے تھے۔حضورؓ کی رہائش قصرخلافت کے اُوپر والے حصّہ میں تھی۔ ایک دفعہ حضورؓ چھوٹا قرآن مجید ہاتھ میں لئے ٹہل ٹہل کر تلاوت کر رہے تھے۔میرا بچپن کا زمانہ اورناسمجھی کی عمر تھی۔میں محویت سے حضورؓ کی تلاوت سن رہی تھی کہ اچانک حضورؓ کی توجہ اپنی جانب پا کر میں نے شرما کر دروازہ کے پیچھے منہ چھپا لیا۔حضورؓ میرے قریب آئے اور پیار بھرے لہجہ میں فرمایا کہ ہم تو قرآنِ کریم کی تلاوت کر رہے ہیں اور تم نے قرآن کی طرف پیٹھ کر لی، جاؤ ہم تم سے نہیں بولتے۔حضرت مصلح موعودؓ کی اس پیار بھری سرزنش میں بھی ایک محبت اور شفقت کے ساتھ تربیت کا پہلو نظر آتا ہے۔آپؓ بچوں کے دل میں قرآنِ پاک کی عظمت واحترام پیدا کرنا چاہتے تھے۔

جب میں نے آٹھویں کا امتحان دیا ہوا تھا تو حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ کے ہاں حضورؓ کی باری تھی۔انہوں نے حضورؓ کو بتایا کہ سبوح پاس ہوگئی ہے۔ساتھ ہی میں نے بھی کڑک دار سلام کردیا۔حضورؓ نے ہنس کر فرمایا: ''بشریٰ اس کو پاس ہونے کا انعام پانچ روپے دیدو۔'' اپنی کامیابی کی خوشی تو تھی ہی مگر انعام پا کر میری خوشی کئی گنا بڑھ گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

ہم حضورؒ کو خلافت سے قبل بھی اکثر ملنے جایا کرتے تھے مگر انتخابِ خلافت کے بعد آپؒ کے چہرہ پر خاص قسم کا نور اور دلکش چمک نمایاں نظر آتی تھی۔آپؒ نے جب حضور (حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ) کو غانا بھجوایا تو اُس وقت نائیجیریا میں حکومت کے سکول سے ڈیمانڈ آئی تھی لیکن حضورؒ نے فرمایا کہ یہ واقف زندگی ہے اس لئے اس کو اپنے سکول میں بھجوانا ہے۔چنانچہ حضور ایدہ اللہ کو غانا روانہ کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا کہ تمہارے پاؤں کی ٹھوکر سے وہاں سونا نکلے گا۔حضور ایدہ اللہ کی روانگی 1977ء میں ہوئی تھی اور مَیں 1978ء میں غانا گئی۔اس دوران عید آئی تو حضورؒ نے سب کو جن کے خاوند باہر گئے ہوئے تھے دو دو روپے عیدی دی لیکن مجھے چار روپے دیئے۔دو میرے اور دو حضور ایدہ اللہ کے لئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب غانا کے دورہ پر تشریف لائے تو آپؒ کے لئے ناشتہ، کھانا اور چائے وغیرہ کے سب انتظامات میرے سپرد تھے اور میں بہت خوشی اور شوق سے سب چیزیں تیار کر کے لے کر جاتی تھی۔حضرت ممانی جان کی طبیعت بہت احتیاط والی تھی اس لئے میں روزانہ بہت احتیاط اور توجہ سے تازہ بتازہ کھانا تیار کرتی تھی۔حضورؒ کی خدمت میں بھجوانے سے قبل خود چکھتی اور پوری تسلی کر کے بھجوایا کرتی تھی۔میرے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا پسند فرماتے۔حضورؒ نے کبھی کسی کھانے والی چیز کی بُرائی نہیں کی۔ پہلے تھوڑا سا لیتے اور پسند آنے پر وہ چیز دوبارہ لے لیا کرتے تھے۔حضورؒ کے ساتھ پانچ دن کے دورہ پر اور پکنک وغیرہ پر بھی ساتھ جانے کا موقع ملا۔اُس وقت ہمارے دونوں بچے بہت چھوٹے تھے۔سفر کے دوران بھی اگر کبھی کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی تو بڑی شفقت سے دریافت فرماتے اور ہر طرح سے خیال رکھتے۔

حضرت خلیفہ ثالثؒ اپنے دورہ کے دوران ایسارچر سکول (جہاں حضور ایدہ اللہ پرنسپل تھے) بھی تشریف لائے۔استقبالیہ کا انتظام ہمارے گھر میں تھا۔ہمارا بیڈ روم ایک بڑے ہال کے اندر تھا جہاں مرد مہمانوں کا انتظام تھا اس وجہ سے حضورؒ کے بیٹھنے اور چائے وغیرہ کا انتظام برآمدہ میں Guest Room میں کروایا گیا تھا۔حضورؒ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ تمہارا بیڈروم ہے؟ میں نے مجبوری بتا کر کہا کہ یہ گیسٹ روم ہے۔یہ سن کر حضورؒ نے مسکرا کر شفقت بھرے لہجے میں فرمایا کہ تم ہمیں مہمان سمجھتی ہو؟ دراصل اس پیار بھرے شکوہ میں بھی اپنائیت کا اظہار تھا۔اُس گھر میں پوری سہولیات نہیں تھیں۔حضرت ممانی جان (حرم حضرت خلیفہ ثالثؒ) کو حالات دیکھ کر بہت رحم آیا اور فرمانے لگیں کہ یہ ٹھیک کیوں نہیں کرواتے؟ میں نے بتایا کہ یہ گھر کسی کا ہے، اپنا نہیں ہے۔اس پر حضورؒ نے حضور ایدہ اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''جب میں اگلی بار آؤں تو آپ کو اپنے گھر میں ہونا چاہئے''۔اُن دنوں حالات ایسے تھے کہ سیمنٹ کی ایک بوری لینا بھی مشکل تھا۔مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندہ کے منہ کی بات (جس میں یقیناً دعا بھی شامل ہوگی) کو یوں پورا فرمایا کہ جب حضورؒ کی وفات ہوئی تو اُن دنوں ہم اپنے مکان میں شفٹ ہو رہے تھے۔

حضورؒ واقفین زندگی کے لئے بہت دردمند دل رکھتے تھے اور چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا خیال فرماتے۔غانا سے روانگی کے وقت Nappies وغیرہ رکھنے کے لئے کچھ shoppers اور خالی شیشیاں مصالحے رکھنے کے لئے دیں۔میں نے اور واقفین کی بیویوں نے مِل کر حضرت ممانی جان کو تحفہ دیا تو حضورؒ نے فرمایا کہ چپکے سے میرے کان میں بتا دو کہ کتنے کا ہے؟ منصورہ بیگم کو پتہ نہ لگے۔حضورؒ کی یہ پیاری سی بات آج بھی مجھے خوب یاد ہے کہ تحفے کی قدر افزائی کے ساتھ ہی یہ احساس بھی کہ کہیں زیادہ بوجھ تو نہیں پڑا۔

غانا میں مَیں نے ایک مُنذر خواب دیکھی تو شدید گھبراہٹ ہوئی جو باوجود دعا کے ختم نہیں ہو رہی تھی۔مجھے حضرت مصلح موعودؓ کا فرمان یاد آیا کہ احمدی جب خلیفۂ وقت کو خط لکھتا ہے تو خط پہنچنے سے پہلے ہی دعا کی تحریک ہوجاتی ہے۔تو میں نے فوراً حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں دعا کا خط لکھا اور اپنی کیفیت بھی لکھی۔ابھی خط پوسٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بے چینی اور گھبراہٹ ختم ہوگئی۔

حضورؒ کی وفات کی اطلاع ہمیں امیر صاحب کے خط کے ذریعہ رات کو ملی۔حضور ایدہ اللہ ٹارچ کی روشنی میں وہ خط پڑھ رہے تھے اور پڑھتے ہوئے آپ کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔حالانکہ حضور ایدہ اللہ بہت مضبوط حوصلے کے مالک ہیں۔یہ دیکھ کر میں بھی پریشان ہوگئی اور فوراً میرا دھیان اپنے اور حضور کے والدین کی طرف گیا لیکن اصل حقیقت کا علم ہونے پر میری بھی وہی کیفیت ہوگئی اور شدت سے یہ احساس ہوا کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت واخوت کا تعلق ایسا بے لوث جذبات سے پُر روحانی باپ کا سا ہوتا ہے جو تمام دنیوی محبتوں کے رشتوں پر حاوی ہوجاتا ہے۔صبح نمازِ فجر کے بعد ہم روانہ ہوئے۔غم سے بوجھل دل اور لبوں پر دعائیں۔اُس وقت میرے دل میں یہ خیال آنا شروع ہوا کہ حضرت مرزا طاہر احمد اگلے خلیفہ ہوں گے۔میرے دماغ نے حضرت علیؓ کا موازنہ حضرت خلیفہ رابعؒ سے کرنا شروع کردیا اور حضرت علیؓ کی خصوصیات مجھے تصور میں حضورؒ کی ذات بابرکات میں محسوس ہونے لگیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2رجنوری 2008ء میں مکرم عبدالحمید خلیق صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

منـاؤ جشنِ مسرت کہ سالِ نو آیا
خدا نے کی ہے عنایت کہ سالِ نو آیا!
عظیم رفعت ونصرت ہو سالِ نو میں عطا
اسی کے پیار کی دولت ہو سالِ نو میں عطا
خدایا فتح وظفر کا یہ سال حامل ہو
تری رضا بھی ہماری خوشی میں شامل ہو
ہو جس خوشی کی بھی خواہش ہمیں عطا کرنا
تو فکر فردا میں ہم کو نہ مبتلا کرنا
اسیر راہ خدا سب رہائی پا جائیں
جو دُور بیٹھے ہیں نزدیک پھر سے آجائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ (ماموں حضورؒ) کی شفیق ہستی کی شفقتوں اور خُلق کے بے شمار واقعات ہیں۔غرباء پروری اور صلہ رحمی آپؒ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔غیر معمولی طور پر مہمان نواز تھے۔گھر سب کے لئے کھلا رہتا۔جلسہ سے مہینہ پہلے سے ہی تیاریوں میں مصروف ہو جاتے۔گھر میں ہومیو پیتھک کلینک کھول رکھا تھا۔خدا تعالیٰ نے ہاتھ میں شفاء بھی بہت دی ہوئی تھی۔ بے حد مصروف زندگی تھی لیکن نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ خاندان میں دعوتوں کے دوران بھی نماز کے لئے اُٹھ کر چلے جاتے۔بعض اوقات ہم نے یہ بھی دیکھا کہ واپسی تک سب افراد کھانا کھا چکے ہوتے اور آپؒ کے لئے بچا کھچا کھانا ہی ہوتا مگر ماموں حضورؒ نے ان باتوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔

ماموں حضورؒ ہمیشہ خود بھی سیدھی اور صاف بات کرتے تھے اور دوسروں سے بھی صاف گوئی کی توقع رکھتے۔اگر اس کے برعکس بات ہوتی تو آپؒ کی طبیعت پر ناگوار گزرتی۔ میں نے حضورؒ کو کبھی کسی کی بُرائی کرتے نہیں دیکھا۔اگر بعض لوگ بُرے رنگ میں کسی کا ذکر کرتے تو آپؒ بڑی عمدگی سے بات کو ٹال دیتے یا اُس مجلس سے اُٹھ جاتے۔سوائے اس کے کہ کسی کے چندہ نہ دینے یا نماز نہ پڑھنے پر غصّہ یا بیزاری کا اظہار کیا ہو۔

واقفین زندگی کے متعلق بے انتہا غیرت تھی۔ایک دفعہ کسی شخص نے کسی واقف زندگی کے متعلق سخت اور بُرے الفاظ کہے تو حضورؒ اُس سے شدید ناراض ہوئے۔ اسی طرح نظام جماعت کے لئے بھی ایک پُرجوش غیرت آپؒ میں جھلکتی تھی۔ گھریلو ملازمین کے ساتھ بہت شفقت کا سلوک رکھا۔اُن کے کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا خود خیال رکھتے اور اس بات پر بھی نظر رکھتے کہ گھر والے بھی اُن کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئیں۔

حضورؒ ایک بہادر اور شجاع انسان تھے۔ایک دفعہ آپؒ خالہ سلام صاحبہ کے گھر لاہور میں ٹھہرے ہوئے تھے جو آپؒ کی خوشدامن بھی تھیں۔اس دوران ڈاکو آگئے تو آپؒ اکیلے ہی باہر نکلے اور اُن سے تن تنہا مقابلہ کر کے اُن کو واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

ماموں حضورؒ خود بھی امین تھے اور امانت کی حفاظت دوسروں سے بھی کروانے کی کوشش کرتے۔کالج کے زمانہ میں ایک سہیلی سے بات کر رہی تھی کہ کینٹین کی انچارج نے مجھے 25 پیسے واپس نہیں دیئے۔ہماری لاعلمی میں حضورؒ نے یہ بات سُن لی اور کہا کہ مَیں ابھی پرنسپل کو فون کر کے کہتا ہوں کہ تمہارے پیسے واپس دلوائیں۔ہم نے گھبرا کر کہا کہ یہ فون نہ کریں مگر آپؒ نے اصرار کیا کہ یہ ایمانداری کے خلاف ہے۔اگلے دن کلاس میں کینٹین کی انچارج داخل ہوئی اور زور سے کہنے لگی: ’’کتھے وے سبوحی؟ اک چونی دے واسطے میاں صاحب نوں میری شکیت لا دتی اے‘‘ (یعنی صبوحی کہاں ہے جس نے صرف چار آنے کے لئے میاں صاحب کو میری شکایت لگائی ہے)۔ یہ کہہ کر بڑی ناگواری سے میز پر چونی پھینک کر چلی گئی۔ حالانکہ کسی شکایت کے بغیر ماموں حضورؒ نے صرف اس لئے فون کیا تھا کہ آپؒ کی طبیعت ایمانداری کی باریک راہوں کو اپنانے والی تھی۔

ماموں حضورؒ میں صلہ رحمی کی صفت بھی بڑی روشن تھی۔میری اُمی ایک دفعہ بیمار ہوئیں تو ماموں خود آپ کو لاہور لے کر گئے اور چیک اَپ کا انتظام بھی خود کیا۔ معائنہ کے بعد ڈاکٹر نے کینسر کا خدشہ ظاہر کیا اور تین ہفتوں بعد فائنل ٹیسٹ کے لئے آنے کو کہا۔اِن تین ہفتوں میں ماموں نے اُمی کا اس طرح خیال رکھا جیسے ماں بچے کا رکھتی ہے۔یہ میں کبھی نہیں بھول سکتی۔روزانہ ہومیوپیتھی ادویات کے علاوہ سُچی بوٹی خود بنا کر لاتے اور ساتھ بٹھا کر پلاتے۔کوشش کرتے کہ اُمی کو بہترین غذا باقاعدگی سے ملتی رہے۔دعائیں بھی شامل رہیں۔ڈاکٹر نے دوبارہ ٹیسٹ کیا تو کہا کہ شاید پہلی دفعہ مجھے غلطی لگی تھی، کینسر کا کوئی نام ونشان بھی موجود نہیں ہے۔

ماموں حضورؒ بہت سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ دفتر سے گھر آتے تو کھانا خود ہی گرم کر لیتے حتیٰ کہ ملازمین کو بھی اس کام کے لئے نہ بلاتے۔

ایک دفعہ ماموں حضورؒ گھر آئے تو سب ٹی وی پر کوئی ڈرامہ دیکھ رہے تھے۔آپؒ نے کہا تم لوگ کیا یہ فضول چیزیں دیکھتے رہتے ہو۔اس پر ممانی ہنس پڑیں اور کہنے لگیں کہ ٹی وی پر تو یہی کچھ آتا ہے، اگر کبھی احمدیوں کا ٹی وی چینل آ گیا تو آخر اُس پر کس قسم کے پروگرام آیا کریں گے؟ ماموں حضورؒ نے اُس وقت تو زیادہ بات نہیں بڑھائی لیکن چہرہ سے اس بات کا اظہار ہوتا تھا کہ کاش جلدی شروع ہو اور یقیناً دعا بھی کرتے ہوں گے۔ممانی کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ اُن کا اولوالعزم اور باہمت شوہر ایک دن تمام دنیا کو یہ نظارہ دکھائے گا کہ احمدیہ ٹی وی چوبیس گھنٹے اپنی نشریات تمام دنیا میں پیش کرے گا۔

1992ء میں مجھے شدید بے چینی اور گھبراہٹ کا دورہ ہوا۔ جماعتی حالات کی وجہ سے حضورؒ کو خط لکھنے میں ہچکچاہٹ تھی کہ حضورؒ پہلے ہی فکر مند ہیں اور میں اگر اپنی تکلیف کا لکھ دوں تو کہیں حضورؒ کو یہ خیال نہ ہو کہ اسے اپنی پڑی ہوئی ہے۔لیکن ایک دن شدید گھبراہٹ میں مَیں نے اپنی تمام کیفیت لکھ کر فیکس بھجوادی اور خود حضور ایدہ اللہ کے ساتھ باہر فارم پر ٹہلنے کے لئے چلی گئی۔ وہاں پہنچ کر مجھے احساس ہوا کہ رفتہ رفتہ طبیعت سنبھل رہی ہے اور یک لخت ٹھہراؤ آ گیا ہے۔دل اس یقین سے پُر ہو گیا کہ ماموں حضورؒ کی دعا کام کر رہی ہے۔جب واپس گھر پہنچے تو جوابی فیکس آئی رکھی تھی جس میں دعا اور دوا دونوں لکھی ہوئی تھیں۔

ایک دفعہ مجھے حضورؒ نے دس دن کے لئے ایک دوا لینے کی ہدایت فرمائی جس سے مجھے فرق محسوس ہوا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کی غیر معمولی مصروفیات کی وجہ سے ایم ٹی اے پر اعلان ہو رہا تھا کہ حضور کے دستخط سے خطوط کے جواب نہیں آئیں گے۔تاہم میں نے دوا کے مثبت اثرات کے بارہ میں فیکس بھجوادی تو دو دن کے اندر حضورؒ کے دستخط سے جواب آ گیا۔حضورؒ نے باوجود اس قدر مصروفیت کے اتنی جلدی میری فیکس کا جواب دعاؤں اور ہدایات کے ساتھ ارسال فرما دیا۔یہ آپؒ کی بے انداز شفقت کی ایک مثال ہے۔

حضورؒ تمام عمر تقویٰ کی باریک راہوں پر چلتے رہے۔جیسی آپؒ کی زندگی قابل رشک تھی ویسا ہی انجام قابل رشک ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شفقت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/مارچ 2008ء میں مکرم احمد جواد مخدوم صاحب بھیروی نے اپنے مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شفقت کے چند واقعات بیان کئے ہیں۔

ستمبر 1959ء کی ایک کڑکتی دوپہر میں خاکسار بھیرہ سے میٹرک کر کے اپنے والد محترم مخدوم بشیر احمد صاحب علیگ کے ہمراہ تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لینے ربوہ پہنچا۔جب پرنسپل کے کمرہ میں داخل ہوئے تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو بہت بارعب اور وجیہ شخصیت پایا۔ انٹرویو کے بعد ازراہ شفقت حضرت میاں صاحب نے میری کمزوریٔ صحت کو خصوصی توجہ کا شرف بخشا اور بحالی صحت کے لئے ’’سویابین‘‘ دو کلو بطور تحفہ عنایت فرمائی اور اس کے فوائد سے بھی آگاہ فرمایا۔میری ساری زندگی پر محیط آپ کی باران شفقت کی یہ پہلی پھوار تھی۔بعد میں ایک بار جب بخار کے بعد نقاہت کا مرض لاحق ہوا تو بھی حضرت میاں صاحب نے حضرت مرزا منور احمد صاحب کے نام رقعہ لکھ کر دیا اور بیش قیمت دوائی بھی کالج کے فنڈ سے عطا فرمائی۔

ایک بار جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی کے دوران آپؒ نے دیکھا تو پوچھا کہ تم نے سویٹر یا کوٹ نہیں پہنا۔مَیں نے عرض کیا کہ خیال نہیں رہا۔فرمایا: اگر سویٹر نہیں ہے تو مجھ سے آ کر لے لینا۔

1965ء میں بی ایڈ کا امتحان پاس کر کے مَیں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ملازمت کے لئے درخواست دی اور حضرت میاں صاحبؒ سے مدد کی درخواست لے کر اُن کے پاس حاضر ہوا۔آپؒ نے فرمایا: ’’compete کرو‘‘۔مَیں ابھی حیرت میں تھا کہ چوکیدار نے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کی وجہ سے میاں صاحب پریشان ہیں۔ میں سخت نادم ہوا۔غالباً اسی رات حضرت مصلح موعود رحلت فرما گئے۔ اور پھر حضرت میاں صاحبؒ منصب خلافت پر سرفراز ہوئے۔ مجھے بھی ملازمت مل گئی۔ بعد میں ایک میٹنگ میں محترم چودھری محمد علی صاحب نے مجھے دیکھا تو نہایت حیرت اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’میاں صاحبؒ نے آپ کی تقرری بطور ٹیچر کے لئے میری ڈیوٹی لگائی تھی مگر افسوس کہ حضرت مصلح موعودؓ کے وصال کی وجہ سے یہ بات میرے ذہن سے بالکل اتر گئی تھی اور اب آپ کو دیکھ کر اچانک مجھے میاں صاحب کا حکم یاد آیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی کچھ مدد نہ کر سکا‘‘۔ایک خادم پر اتنی شفقت!

بعد میں ہمیشہ ہی حضورؒ نے مجھ پر اپنی شفقتوں کا اظہار جاری رکھا اور ایسی عزت افزائی فرمائی جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھی۔

مکرم رانا فیروز خاں صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ 16 جولائی 2007ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب کے قلم سے مکرم رانا فیروز خان صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

مکرم رانا محمد خانصاحب سابق امیر ضلع بہاولنگر کے بڑے بھائی مکرم رانا فیروز خانصاحب اپنے چھوٹے بھائی کا امیر ہونے کی وجہ سے بے حد احترام کرتے۔ حتّٰی کہ بچوں کو بھی یہی کہتے کہ دنیاوی معاملات میں بھی امیر صاحب سے مشورہ لینا اور جو وہ کہیں وہی کر لینا۔ مرحوم بہت خوش اخلاق اور خوش مزاج تھے۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود قرآن کریم ناظرہ اعراب کے بغیر بھی درست پڑھ لیتے۔بہت فہم و فراست کے مالک تھے۔ ہمیشہ صحیح اور ہمدردانہ مشورہ دیتے۔مرحوم کے والد مکرم چوہدری احمد خانصاحب علاقہ کے معروف زمیندار اور بہاولپور کے امیر جماعت تھے۔ اُن کی نیک نامی، جرأت مندی اور بہادری ریاست میں مشہور تھی۔مرحوم نے بھی نیک نامی ورثہ میں پائی تھی۔ راست گو تھے۔ عدل میں امیر غریب، اپنے پرائے کا کوئی امتیاز نہ کرتے۔دینی خدمات کا بے حد شوق تھا۔مسجد کی ضروریات اور تزئین کا بڑا خیال کرتے اور اِس سلسلہ میں اپنی صحت کی بھی پرواہ نہ کرتے۔ نماز تہجد کے پابند تھے۔ مسجد میں نمازوں سے پہلے اور بعد میں لمبا وقت نوافل میں صرف کرتے۔ دوسروں کو نماز باجماعت کی تلقین کرتے اور بچوں کو حوصلہ افزائی کے لئے انعامات بھی دیتے۔

مرحوم کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ کبھی کسی چندہ میں بقایادار نہ ہوتے۔تحریکات پر لبیک کہتے اور وعدہ لکھواتے ہی ادائیگی کر دیتے۔ اپنے مرحومین کی طرف سے بھی ادائیگی کرتے۔روزانہ صبح بلند آواز سے تلاوت کرتے۔ مرکزی مہمانوں اور واقفین زندگی کے ساتھ دلی محبت تھی۔مہمانوں کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتے۔ جوانی میں بھی تقویٰ سے کام لینے والے تھے۔ موصی تھے۔ ایک خطبہ عید میں مکرم امیر صاحب نے مرکزی ہدایت پر حقہ نوشی ترک کرنے کی نصیحت کی تو آپ نے وہیں وعدہ کر لیا اور پھر ساری عمر ایک کش بھی نہ لگایا۔ یہ آپ کی اطاعت مرکز، اطاعت امیر اور نیکی کو جذب کرنے کی خوبی تھی۔ آپ کو مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔بیس سال سے زائد صدر جماعت رہے اور مقامی مسجد آپ کی نگرانی میں تعمیر ہوئی۔

محترم رانا صاحب لمبا عرصہ شوگر کے عارضہ میں مبتلا رہے اور صاحب فراش بھی لیکن کبھی بے صبری کا کلمہ نہ کہا۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔6 دسمبر 2006ء کو پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔متعدد غیر از جماعت بھی جنازہ میں شامل ہوئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

اعزاز

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23/مئی 2008ء کے مطابق محترمہ قریشہ سلطانہ صاحبہ المعروف بیگم شفیع احمدی، جو کہ مسلم لیگ شعبہ خواتین دہلی کی نائب صدر، اخبار ’’دستکاری‘‘ کی مدیرہ اور نامور صحافیہ تھیں، کو تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں 9/دسمبر 2007ء کو تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ کی جانب سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے گولڈ میڈل دیا جو اُن کی بیٹی محترمہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ نے وصول کیا۔تقریب میں محترمہ بیگم شفیع احمد صاحبہ کی ملی اور قومی خدمات کو سراہتے ہوئے یہ عبارت پڑھی گئی: ’’برصغیر کی پہلی مسلمان باپردہ خاتون صحافی جنہوں نے تحریک پاکستان میں قائداعظم کے ساتھ بھرپور کام کیا۔آپ کی کئی تصاویر قائداعظم کے ساتھ ہیں۔آپ نے شملہ کانفرنس میں بھی شرکت کی۔آپ ڈاکٹر سید شفیع احمد دہلوی کی اہلیہ تھیں جو ممتاز صحافی اور تحریک پاکستان کے رہنما تھے۔ جون 1947ء میں قائداعظم نے مسلم ایڈیٹروں کی کانفرنس سے خطاب کے دوران پاکستان سے متعلق حقائق سے آگاہ کیا اور کانفرنس میں شریک محترمہ بیگم شفیع احمد صاحبہ کی خدمات کو سراہا‘‘۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 3/جنوری 2008ء میں مکرم حکیم خلیل احمد مونگھیری صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

تیری ذات پاک ہے اے خدا تیری شان جلّ جلالہٗ
تیرے فضل کی نہیں انتہا تیری شان جلّ جلالہٗ
تیرا حسن لیس مثالہ، ترا ملک لیس زوالہ
نہیں تجھ سا کوئی بھی دوسرا تیری شان جلّ جلالہٗ
تیرا جلوہ ہر جا ہے چھا رہا جانے کس جگہ تو ہے خود چھپا
تیرا بھید کوئی نہ پا سکا تیری شان جلّ جلالہٗ
تُو مرا خدا ہے تو خود ہی آ، تُو جمال اپنے مجھے دکھا
تو سکونِ دل مجھے کر عطا کر تیری شان جلّ جلالہٗ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

8th January 2010 – 14th January 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 8th January 2010

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an: lesson no. 20.
00:55 Science and Medicine Review
01:30 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th March 1996.
02:35 Historic Facts
03:05 MTA World News
03:25 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, recorded on 26th January 1999.
04:35 Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
05:25 Journey of Khilafat
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 14th November 2009.
08:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 77.
08:30 Siraiki Service
09:15 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jama'at.
10:15 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:05 Tilawat & Science and Medicine Review
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bangla Shomprochar
15:15 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Friday Sermon [R]
17:20 Jalsa Salana Nigeria: an address delivered on 3rd May 2008 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
18:15 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:35 Science and Medicine Review
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Food For Thought: a discussion programme about Diabetes.
22:55 Reply to Allegations [R]

Saturday 9th January 2010

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:20 Le Francais C'est Facile: lesson no. 77.
01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd April 1996.
02:55 MTA World News
03:15 Friday Sermon: rec. on 8th January 2010.
04:25 Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Canada 2008: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
07:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 15th June 1996. Part 2.
08:55 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an: lesson no. 21.
12:35 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:35 Shotter Shondhane: rec. on 2nd January 2010.
14:40 Gulshan-e-Waqfe-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 14th November 2009.
15:40 Khabarnama: daily international Urdu news.
15:50 Rah-e-Huda [R]
17:25 Yassarnal Qur'an: lesson no. 21 [R]
17:50 MTA World News
18:05 Dars-e-Hadith
18:20 Live Arabic Service
20:20 International Jama'at News
20:55 Gulshan-e-Waqfe-Nau (Nasirat) class [R]
21:55 Rah-e-Huda [R]
23:25 Friday Sermon [R]

Sunday 10th January 2010

00:30 MTA World News
00:50 Khabarnama: daily international Urdu news.
01:00 Yassarnal Qur'an: lesson no. 21.
01:20 Tilawat
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th March 1996.
02:30 MTA World News & Khabarnama
03:00 Friday Sermon: rec. on 8th January 2010.
04:00 Faith Matters
05:00 Calling All Cooks
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 15th November 2009.
07:35 Faith Matters [R]
08:40 Calling All Cooks [R]
09:10 Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of India in 2008.
10:05 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of an address delivered on 2nd September 2007.
12:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:45 Yassarnal Qur'an
13:05 Bangla Schomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 8th January 2010 [R]
15:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
16:15 Food For Thought: Diabetes.
16:45 Faith Matters [R]
17:50 Yassarnal Qur'an [R]
18:10 MTA World News
18:35 Live Arabic Service
20:40 Food For Thought [R]
21:15 Jalsa Salana Qadian 2007: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 31st December 2007 from Fazl Mosque, London.
22:10 Friday Sermon [R]
23:15 Success Stories

Monday 11th January 2010

00:05 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an
00:50 International Jama'at News
01:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th March 1996.
02:30 Friday Sermon: rec. on 8th January 2010.
03:30 MTA World News
03:45 Food For Thought: Diabetes.
04:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 17th May 1984.
05:10 Success Stories
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:05 Children's class with Huzoor recorded on 18th February 2006.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 66.
08:20 Khilafat Jubilee Quiz
08:45 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV, recorded on 21st February 1999.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 6th November 2009.
11:10 Jalsa Salana Speeches
12:10 Tilawat & International Jama'at News
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon: rec. on 26th December 2008.
15:05 Jalsa Salana Speeches [R]
16:05 Children's class [R]
16:55 Jalsa Salana Holland Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 18th June 2006.
17:40 MTA World News
18:00 Arabic Service
19:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1996.
20:10 International Jama'at News
20:40 Children's class [R]
21:50 Friday Sermon: rec. on 28th November 2008.
22:40 An Introduction to Ahmadiyyat

Tuesday 12th January 2010

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine Review
01:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 66.
01:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1996.
02:30 MTA World News
02:50 Rencontre Avec Les Francophones: recorded on 14th February 1999.
03:45 Jalsa Salana Holland Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 18th June 2006.
04:40 An Introduction to Ahmadiyyat
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Science and Medicine Review
07:05 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor recorded on 26th February 2006.
08:05 Question and Answer Session: English guests, recorded on 23rd May 1984.
08:40 MTA Travel: United Arab Emirates.
09:00 Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 20th March 2009.
12:10 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Science and Medicine Review
13:10 Yassarnal Qur'an
13:40 Bangla Shomprochar
15:00 Majlis Khuddamul Ahmadiyya Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd October 2005.
15:30 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
16:30 Question and Answer Session [R]
17:00 Yassarnal Qur'an [R]
17:30 Historic Facts: programme no. 3.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered on 8th January 2010.
20:35 Science and Medicine Review
21:05 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
22:05 Majlis Khuddamul Ahmadiyya Ijtema [R]
22:35 Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.
23:35 MTA Travel: United Arab Emirates. [R]

Wednesday 13th January 2010

00:05 MTA World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th April 1996.
02:00 Learning Arabic: lesson no. 12.
02:25 Hadhrat Khalifatul Masih I (ra).
03:20 MTA World News
03:45 Question and Answer Session: English guests, recorded on 23rd May 1984.
04:20 Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.
05:30 Majlis Khuddamul Ahmadiyya Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd October 2005.
06:05 Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:35 Calling All Cooks
07:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor recorded on 11th March 2006.
08:10 Jamia Ahmadiyya Qadian annual function
08:55 Question and Answer Session: English guests, recorded on 28th May 1984.
09:50 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:30 From the Archives: Friday sermon delivered on 7th February 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:40 Bangla Shomprochar
15:00 Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
16:15 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
16:55 Question and Answer Session [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1996.
20:40 Jamia Ahmadiyya Qadian annual function [R]
21:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
22:00 Jalsa Salana Germany Address [R]
23:10 From the Archives [R]

Thursday 14th January 2010

00:25 MTA World News
00:45 Tilawat & Seerat-un-Nabi
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th April 1996.
02:20 MTA World News
02:35 From the Archives: rec. on 7th February 1986.
03:45 Calling All Cooks
04:15 Jamia Ahmadiyya Qadian annual function
04:45 Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Gulshan-e-Waqfe-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 1st July 2006.
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th December 1995.
10:15 Indonesian Service
11:15 Pushto Service
12:10 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45 Yassarnal Qur'an
13:05 Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 27th December 2005.
14:00 Friday Sermon: rec. on 8th January 2010.
15:05 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 27th January 1999.
16:10 MTA World News
16:20 Khilafat-e-Ahmadiyya
16:35 Yassarnal Qur'an [R]
16:55 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Quran Class [R]
22:00 Jalsa Salana Qadian Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 01 January , 2010 | Issue No. 01

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

حضور ایدہ اللہ کا بلجیم میں ورود مسعود۔شدید سردی اور موسم کی شدت کی پروا کئے بغیر مختلف قوموں اور رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے عشاقان خلافت کے ایک ہزار سے زائد کے مجمع کی طرف سے حضور انور کا پُر جوش والہانہ استقبال۔

امید ہے کہ مراکش (المغرب) کے لوگ بڑی تعداد میں احمدیت قبول کریں گے اور اسلام کو پھیلانے کے لئے دوسروں کے لئے نمونہ بنیں گے۔الجزائر، تیونس اور دوسرے ممالک سے بھی لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حکمت اور دانائی سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائے۔

8 بچوں اور 4 بچیوں کی تقریب آمین۔ایک حکومتی منسٹر کی طرف سے خوش آمدید۔برسلز شہر کے اندر مسجد کے لئے مجوزہ جگہ کا معائنہ۔نومبائعین کی حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقات کی دلچسپ اور ایمان افروز تفصیلات

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

دورۂ بلجیم

12/دسمبر 2009ء بروز ہفتہ:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے تین ممالک بلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کے سفر پر روانہ ہوئے۔

صبح سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔جس کے بعد پانچ گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ برطانیہ کی بندرگاہ Dover Port کے لئے روانہ ہوا۔ان میں دو گاڑیاں مرکز اور جماعت انگلستان کی نمائندگی میں حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے Dover تک جا رہی تھیں۔لندن سے ڈوور قریباً 109 میل کے فاصلہ پر ہے۔یہ مسافت ایک گھنٹہ 35 منٹ میں طے کرنے کے بعد گیارہ بج کر پچاس منٹ پر قافلہ Dover کی بندرگاہ پہنچا۔

مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت UK، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج UK، مکرم مرزا ناصر انعام نائب صدر خدام الاحمدیہ UK، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (دفتر تبشیر)، مکرم مرزا محمود احمد صاحب (مرکزی آڈیٹر)، مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت) اپنے دیگر سٹاف اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور الوداع کہنے کے لئے ساتھ آنے والے تمام احباب اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا اور امیر جماعت یو کے اور مبلغ انچارج یو کے سے گفتگو فرمائی اور ہدایات دیں۔

امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد بارہ بج کر چالیس منٹ پر جہاز راں کمپنی P&O کی فیری Pride of Kent میں سوار ہوئے۔فیری کی انتظامیہ نے سب سے پہلے حضور انور کے قافلے کے گاڑیوں کو Priority کی بنیاد پر بورڈ کیا۔گاڑیاں فیری (Ferry) کے اندر پارک ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اسپیشل لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

ایک بج کر دس منٹ پر فیری Dover سے فرانس کی بندرگاہ Kalais کے لئے روانہ ہوئی۔

فیری کے ایک لاؤنج میں ایک علیحدہ حصہ مخصوص کر کے نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا۔فیری کے منتظمین نے خصوصی طور پر یہ جگہ مہیا کی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبلہ کا تعین فرمایا اور ایک بج کر پچیس منٹ پر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔

تقریباً ایک گھنٹہ 35 منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق تین بج کر 45 منٹ پر فیری فرانس کی بندرگاہ Calais پر لنگر انداز ہوئی۔(فرانس اور برطانیہ کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے اور فرانس کا وقت برطانیہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے)۔

پورٹ پر امیر صاحب بیلجیئم مکرم سید حامد محمود شاہ صاحب، میاں اعجاز احمد صاحب جنرل سیکرٹری، ڈاکٹر ادریس احمد صاحب صدر جماعت برسلز، منیر احمد بھٹی صاحب صدر جماعت Eupen، مکرم Tom Snauwaert صاحب سیکرٹری امور خارجہ اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ محمد اسماعیل خان صاحب اپنی خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے موجود تھے۔یہاں سے بلجیم کی گاڑیوں نے قافلے کو Escort کیا۔

Kalais پورٹ سے قافلہ بلجیم کے شہر برسلز کے لئے روانہ ہوا۔35 میل کا سفر طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک کی حدود میں داخل ہوئے۔یہاں بارڈر سے برسلز شہر کا فاصلہ 79 میل ہے۔قریباً پونے دو گھنٹے کے سفر کے بعد پانچ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا برسلز (بلجیم) کے مشن ہاؤس ''بیت السلام'' میں ورود مسعود ہوا جہاں ملک بھر کی تمام جماعتوں سے آنے والے ایک ہزار سے زائد مرد و خواتین اور بچوں بوڑھوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

یہ لوگ صبح گیارہ بجے سے ہی اپنے محبوب آقا کے استقبال کے لئے مشن ہاؤس میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔حضور انور کی آمد تک مشن ہاؤس کا احاطہ ان پروانوں سے بھر چکا تھا۔شدید سردی تھی لیکن یہ عشاق موسم کی شدت کی پرواہ کئے بغیر اپنے آقا کی آمد کے انتظار میں کھلے آسمان تلے کھڑے تھے۔ان میں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے نومبائعین بھی تھے۔سیاہ رنگ والے بھی تھے اور سفید رنگ والے بھی تھے۔عربی بھی تھے اور عجمی بھی تھے اور سبھی ایک ہی صف میں ایستادہ تھے اور اپنے پیارے آقا کی آمد پر محبت و فدائیت کے نغمے الاپ رہے تھے۔ان نومبائعین میں سے بہت سے ایسے تھے جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چہرہ مبارک کو قریب سے دیکھا تھا۔حضور کے عشق میں مخمور ہو کر جب یہ استقبالیہ گیت اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر پیش کر رہے تھے تو یوں لگتا تھا کہ یہ تربیت یافتہ پرانے احمدی ہیں۔لیکن یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ایک ایک دو دو ماہ قبل بیعت کی تھی۔ان میں مراکش، الجزائر، یمن اور موریطانیہ کے باشندے بھی تھے۔نائیجیریا، غانا، ٹوگو، آئیوری کوسٹ، کونگو اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے بھی تھے۔

دوسری طرف خوبصورت لباس میں ملبوس بچیاں بھی کورس کی صورت میں استقبالیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں اور خواتین زیارت کی سعادت پا رہی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ان عشاق کے درمیان 15 منٹ تک رونق افروز رہے اور مبلغ سلسلہ حافظ احسان سکندر صاحب سے نومبائعین کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ہر چھوٹے بڑے کی زبان سے فدائیت کا اظہار ہو رہا تھا۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور نماز کی تیاری کی ہدایت کر کے اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد کے پیش نظر مشن کے احاطہ میں ایک مارکی لگا کر نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مارکی میں تشریف لا کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادئیگی کے بعد تقریب آمین ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آٹھ بچوں اور چار بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا۔

عزیزم جہانزیب بابر، برہان احمد، احمد شہزاد منصور،

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد